یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

Presented by Ziaraat.Com

۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماںؑ ادرکنیؑ

Knowledge for All

SABIL-E-SAKINA

یا عباسؑ

DvD Version

# لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

## اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

Presented by Ziaraat.Com

NOT FOR COMMERCIAL

# مجموعہ مناجات

## حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

اردو ترجمہ

حضرت نسیم امروہوی

ناشر

**احمد بک سیلرز**

R-718، بلاک 20، فیڈرل بی ایریا، کراچی

فون: 36364924--021-36805931

Email: sh.jafri786@gmail.com

Presented by Ziaraat.Com

پہلا ایڈیشن

ستمبر/2018ء

DOT MANAGEMENT FOUNDATION
سبیل سکینہ سلام اللہ
www.ziaraat.com
www.shian-e-ali.com
SABIL-E-SAKINA ISLAMIC LIBRARY PAKISTAN

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں


| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | مناجات سید الساجدینؑ (حضرت امام زین العابدینؑ) |
| ترجمہ | : | نسیم امروہوی |
| ترتیب | : | انجینئر جواہر جعفری |
| تصحیح | : | انجینئر فیضیاب رضوی |
| کمپیوٹرائزڈ کمپوزنگ | : | احمد گرافکس 021-36805931 |
| ناشر | : | احمد بک سیلرز واکیڈمی آف قرآنک اسٹڈیز اینڈ اسلامک ریسرچ |
| تعداد اشاعت | : | 1000 |
| قیمت | : | |

ملنے کا پتہ

**احمد بک سیلرز**

R-718، بلاک 20، فیڈرل بی ایریا، کراچی

فون: 021-36805931--36364924

Email: sh.jafri786@gmail.com

Presented by Ziaraat.com

تحفہ یا علیؑ مدد

دُعا گو، سبیل سکینہ ٹیم

# مجموعہ مناجات

## حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

اردو ترجمہ

حضرت نسیم امروہوی

ناشر

احمد بک سیلرز

اکیڈمی آف قرآنک اسٹڈیز اینڈ اسلامک ریسرچ

Presented by Ziaraat.Com

بسم الله الرحمن الرحيم

Presented by Ziaraat.Com

DOT MANAGEMENT FOUNDATION
سبیل سکینہ سلام اللہ
www.ziaraat.com
www.shian-e-ali.com
SABIL-E-SAKINA ISLAMIC LIBRARY PAKISTAN

اَللّٰھُمَّ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

Presented by Ziaraat.Com

# عرضِ ناشر

سیّد الساجدین امام سجادؑ کی 15 نایاب مناجاتوں کا مجموعہ ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے، یہ مناجاتیں حضرت نسیم امروہویؒ نے ایران کے ایک قلمی نسخے میں دیکھی تھیں، یہ قلمی نسخہ اخوند محمد خراسانی کی فرمائش پر تحریر میں لایا گیا تھا جو اب خیر پور کی سرکاری لائبریری میں محفوظ ہے۔ جس کا نمبر شمار مذکورہ کتاب خانے کے مخطوطات میں 136 ہے۔ یہ مناجاتیں پاک و ہند کے کسی مطبوعہ صحیفہ میں شائع نہیں ہوئیں البتہ ایران میں شائع ہوئیں یا پہلی بار ان مناجاتوں کو حضرت نسیم امروہویؒ کے ترجمے کے ساتھ شیخ غلام علی اینڈ سنز نے شائع کیا تھا، اب ان مناجاتوں کو اعلیٰ طباعت کے ساتھ اردو اور انگریزی ترجمہ میں شائع کیا جارہا ہے۔ کتاب کا مقدمہ مفسر قرآن ڈاکٹر حسن رضوی نے تحریر کیا ہے جس میں دعا اور مناجات کے حوالے سے سیر حاصل معلومات ہیں۔

اس بات میں تو شک ہی نہیں کہ آئمہؑ کو حضرت محمدؐ نے ان تمام



Presented by Ziaraat.Com

علوم سے فیضیاب کر دیا تھا جو انہیں بارگاہِ ایزدی سے عطا ہوئے تھے یہی سبب ہے کہ جو کچھ آئمہؑ نے از طریق دعا، مناجات، خطبات کے ذریعے ہمیں بخش کیا وہ کلامِ الٰہی سے کم نہیں یہی وجہ ہے کہ آج تک نہ ان جیسا علم کوئی پیش کر سکا ہے اور نہ آئندہ پیش کرے گا۔

یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم ان کے علم سے کس قدر فیض اٹھاتے ہیں۔ بدنصیبی یہ ہے کہ برادرانِ اہلسنت تو یہ کہہ کر اس سے کنارہ کرتے ہیں کہ یہ شیعی کتب ہیں، لیکن اہل تشیع بھی نظر انداز کریں تو لمحہ فکر یہ ہے لیکن یہ بات اہلِ علم پر ثابت نہیں چونکہ اہلِ علم خواہ مسلمان ہوں یا نہ ہوں، وہ آئمہؑ کے علم کے معترف ہیں اور مطالعہ بھی کرتے ہیں۔

اُمید ہے ادارہ کی یہ پیشکش مقبول بارگاہِ ایزدی ہوگی۔

شہنشاہ جعفری (ایڈووکیٹ)

ناظم ادارۂ احیاءِ تراث اسلامی، کراچی، پاکستان



Presented by Ziaraat.Com

# حرف اوّل

ساری تعریف اس اللہ کے لئے جو رحمن و رحیم ہے، خالق مطلق، عاقل مطلق اور سارے جہانوں کا پالنے والا ہے جس نے اپنی آخری الہامی کتاب قرآن کریم اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰؐ کے قلبِ مبارک پر نازل فرمائی اور تمام تر انسانیت کے لئے رہنمائی فرمائی اور اپنے انبیاء و اوصیاء، آئمہ طاہرین کے ذریعے مزید رہنمائی فرمائی۔

یہ کتاب جو ہمارے چھٹے معصوم، چوتھے امام علی بن الحسینؑ، امام زین العابدینؑ سیدِ سجادؑ کی کچھ خاص دعاؤں پر مشتمل ہے۔ اس کے مترجم شاعر اہل بیت، ماہر لسانیات، مترجم، محقق، عظیم اسکالر حضرت نسیم امروہوی مدظلہ العالی ہیں لہٰذا دعاؤں کے اس ترجمے کی اہمیت اور اعلیٰ مقام کا اندازہ ہو سکتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ دعاؤں کے اس ترجمے سے دعاؤں کی اصل روح تک پہنچا جا سکتا ہے۔

امام زین العابدینؑ جو بابُ العلم حضرت علیؑ کے پوتے جن کی اولاد میں امام محمد الباقرؑ جنہیں علم شگافتہ کرنے کے سبب باقر العلوم کہا جاتا ہے اور انکے پوتے امام جعفر الصادقؑ ہیں جنہوں نے اپنے وقت میں چار ہزار سے زیادہ طلباء پیدا کر کے علم کے سمندر بہا دئے۔ یہ اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جن پر خدا اور



Presented by Ziaraat.Com

فرشتے درود بھیجتے ہیں اس عظیم ہستی کی مدح وثناء کی حد کون معین کرسکتا ہے جو انبیائے کرام کی ذریت ہوں اور اللہ تعالیٰ جن پر اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰؐ کے ساتھ درود وسلام بھیجے اور اہل ایمان کو بھی درود بھیجنے کا حکم دے۔

امام زین العابدینؑ کی ذاتِ گرامی توصیف وتعریف کی تمام تر حدوں سے بلند وبالا ہے اور آپؑ کی مدح وثنا کا حق ادا کرنے سے ہم قاصر ہیں اسلئے کہ دنیا کے جتنے بھی صاحبانِ علم وشرف ہیں وہ گویا زمین کی مانند اور آپؑ ان سب کیلئے آسمان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپؑ کو سیدِ سجاد اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپؑ قدم قدم پر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور شکر کا سجدہ بجالاتے تھے۔

دعا کیا ہے؟ بندے کا خدا سے گڑگڑا کر اپنی حاجت طلب کرنا۔ انسان جتنا بھی گڑگڑا کر (اضطرابی کیفیت میں) دعا کرے گا اتنا ہی وہ رحمتِ خدا سے قریب ہوتا چلا جائے گا۔ سورہ النمل ۲۷ آیت ۶۲ میں فرمان الٰہی ہے:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ ..

"بھلا وہ کون ہے جو مضطر کی فریاد کو سنتا ہے جب وہ اس کو آواز دیتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کردیتا ہے"

مضطر کی دعا اور اللہ کی طرف سے اس کی قبولیت کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں ہے اور دعا میں اس اضطرار اور چاہت کا مطلب خدا کے علاوہ دنیا اور مافیہا سے قطع تعلق کرلینا اور صرف اسی سے لَو لگانا ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

دعا کی قدر ومنزلت کا اندازہ سورہ المومن ۴۰ آیت ۶۰ سے لگایا جاسکتا ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ



Presented by Ziaraat.Com

الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝

"اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا اور یقیناً جو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہونگے"

دعا یعنی بندے کا اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرنا ہے اور یہی پیش کرنا روح عبادت ہے اور عبادت ہی انسان کی غرضِ خلقت ہے۔ یہی تینوں باتیں ہماری دعا کی قدر و قیمت کو مجسم کرتی ہیں، دعا کی حقیقت کو واضح کرتی ہیں۔

قرآن کریم نے سورہ الذاریات ۵۱ آیت ۵۶ میں انسان کو پیدائش کا مقصد عبادت بتایا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝

"اور میں نے جن و انس کو نہیں پیدا کیا مگر اپنی عبادت کے لئے"

اس آخری نقطہ کی دین اسلام میں بڑی اہمیت ہے اور عبادت کی قدر و قیمت یہ ہے کہ انسان کو اس کے رب سے مربوط کر دیتی ہے۔

عبادات میں دعا کے علاوہ کوئی عبادت ایسی نہیں ہے جو اس سے زیادہ انسان کو اللہ سے قریب تر کر سکتی ہو۔ سیف تمار سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر الصادقؑ کو یہ فرماتے سنا ہے۔

علیکم بالدعاء فانکم لا تتقربون بمثله

(بحار الانوار ج ۹۳ ص ۲۹۳)

"تم دعا کیا کرو خدا سے قریب کرنے میں اس سے بہتر کوئی چیز نہیں"

خدا سے رابطہ کرنے اور اس کی بارگاہ میں اپنے کو پیش کرنے کا سب سے اہم وسیلہ دعا ہے کیونکہ فقر اور نیاز مندی سے زیادہ اور کوئی چیز انسان کو خدا کی طرف نہیں پہنچا سکتی۔ پس دعا خداوند عالم سے رابطے اور لو لگانے کا سب سے وسیع باب ہے حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ

الحمد لله الذی أنادیه کلما شئت لحاجتی و اخلوبه حیث شئت لسرّی بغیر شفیع فیقضی لی حاجتی

"تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس کو میں آواز دیتا ہوں جب اپنی حاجتیں چاہتا ہوں اور جس کے ساتھ خلوت کرتا ہوں جب جب اپنے لئے کوئی راز دار چاہتا ہوں یعنی سفارش کرنے والے کی تو حاجت کو پوری کرتا ہے"

دعا عبادت کی روح ہے، انسان کی خلقت کی غرض بھی عبادت ہے اور عبادت کرنے کی غرض خداوند عالم سے شدید رابطہ کرنا ہے اور یہ رابطہ دعا کے ذریعے ہی قائم ہوتا ہے اور اس کے وسائل وسیع اور قوی ہوتے ہیں۔ حضور اکرمؐ فرماتے ہیں کہ

الدعاء مخ العبادة ولا یهلك مع الدعاء احد

"دعا عبادت کی روح ہے اور دعا کرنے سے کوئی بھی ہلاک نہیں ہوتا ہے"

دوسری جگہ حضور اکرمؐ فرماتے ہیں کہ

الدعاء سلاح المؤمن و عماد الدین

"دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے"



Presented by Ziaraat.Com

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ ہر وقت دعا کے ذریعے اپنی حاجات کو خدا سے طلب کرے، اپنے گناہوں کی مغفرت کے لئے دعا کرے اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہے۔

امامؑ نے دعاؤں کے اس مجموعے میں دعائیں مانگنے کے طریقے بتانے کے ساتھ ساتھ دعاؤں میں بڑے حکیمانہ جملے استعمال کیے ہیں جن سے اہلِ علم یقین کی منزلت تک پہنچ سکتے ہیں۔

یہ کتاب امام سجادؑ کی دعاؤں کا ایک نادر نسخہ ہے اس کے ذریعے انسان اپنی جائز حاجات اللہ تعالیٰ سے طلب کرسکتا ہے صرف اخلاص کی ضرورت ہے

فافعل بی ما انت اهله من المغفرة و الرحمة و لا تفعل بی ما انا اهله من العذاب و النقمة برحمتك یا ارحم الراحمین.

"تو اب تُو وہ مغفرت اور رحمت فرما جو تیرے شایان شان ہے اور مجھ پر وہ عذاب اور عتاب نہ کر جس کا میں سزاوار ہوں۔ اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔"

آپؑ نے اپنی ان دعاؤں کے مجموعے میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت، اس کی صفاتِ عالیہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ فلسفۂ دعا اور وہ علوم بھی تعلیم فرمائے جنہیں پڑھ کر انسان کی روح کو دلی سکون ملتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عظمت اور انسان کو اپنی لاعلمی، کمزوری اور حقیر ہونے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ آپؑ نے جہاں اللہ کی رحمتوں کا ذکر اور ان پر شکر ادا کرنے پر زور دیا ہے وہاں انسان کی کوتاہیوں اور عاجزی کا ذکر فرمایا ہے اور اسکا ہر وقت شکر ادا کرنے کی تعلیم فرمائی ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

آپؑ کی دعائیں پرُنور ہیں جو انسان کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ یہاں آپؑ کی چند دعاؤں کے اقتباسات درج کیے جارہے ہیں۔

- اے میرے معبود! میں تجھ سے (اپنے) نفس کی شکایت کرتا ہوں، جو برائی کا بار بار حکم دیتا ہے اور ذاتی خواہش کا تابع ہے اور گناہ کی طرف جھپٹتا رہتا ہے اور تیری نا فرمانیوں میں حریص ہے اور تیری ناراضگی کے درپے ہے۔ وہ (نفس) مجھ کو ہلاکت کے راستوں پر چلاتا ہے اور اس نے مجھے تیرے نزدیک بہت ہی ذلیل، ہلاک ہونے والا بنا دیا ہے۔ وہ (نفس) بہت سی بیماریوں میں مبتلا ہے، لمبی آرزوں والا ہے۔ اگر اسے برائی چھو بھی جاتی ہے تو گھبرا جاتا ہے اور اسے بھلائی پہنچتی ہے تو شکر نہیں کرتا۔

- اے میرے معبود! میں تجھ سے شکایت کرتا ہوں، اس دل کی جو سخت (ہو گیا) ہے وسوسوں میں کروٹیں لے رہا ہے اور گندگی اور نجاست میں بدل گیا ہے اور (اسے) اپنا شعار بنالیا ہے اور (شکایت کرتا ہوں) اس آنکھ کی جو تیرے خوف سے رونے کے معاملے میں پتھرائی ہوئی ہے اور اس چیز کی طرف پھیلی ہوئی ہے جو اسے بھلی لگتی ہے۔ اے میرے معبود! نہیں ہے میرے لئے قوت اور نہ طاقت مگر تیری قدرت سے اور نہیں ہے میرے لئے دنیا کی مکروہات سے نجات مگر تیری ہی حفاظت کی صورت میں۔

اے میرے معبود! کیا خیال جائے گا تیرے لئے، تجھ پر میرے ایمان لانے کے بعد کہ تو مجھ پر عذاب کرے گا، یا مخصوص تجھ ہی سے میرے محبت کرنے کے بعد تو مجھے دور کر دیگا؟ یا مجھے تیری رحمت اور تیری درگزر کی امید ہوتے ہوئے تو مجھے محروم کر دیگا؟ یا تیرے عفو کی پناہ چاہنے کے بعد تو مجھے ذلیل کر دیگا؟ نہیں!



Presented by Ziaraat.Com

تیری کرم کرنے والی ذات سے یہ بعید ہے کہ تو مجھے محروم کردے۔ کاش میں یہ سمجھ سکتا کہ میری ماں نے مجھ کو بدبختی کے لئے پیدا کیا ہے یا تکلیفوں کے لئے میری پرورش کی ہے پس وہ (ماں) مجھے پیدا نہ کرتی اور نہ پالتی اور کاش کے میں یہ جانتا ہوتا کہ کیا تو نے مجھ کو خوش قسمتوں میں سے قرار دیا ہے۔

اس سلسلے میں حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ:

**الٰھی انک تعلم انی و ان لم تدم الطاعۃ منی فعلا**

**جزما فقد دامت محبۃ و عزما**

"خدایا تو جانتا ہے کہ میں اگرچہ تیری مسلسل اطاعت نہ کرسکا پھر بھی تجھ سے مسلسل محبت کرتا ہوں"

یہ امامؑ کے کلام میں سے ایک لطیف و دقیق مطلب کی طرف اشارہ ہے۔ بے شک کبھی اطاعت انسان کو قصوروار ٹھہراتی ہے اور وہ اللہ کی اطاعت پر اعتماد کرنے پر متمکن نہیں ہوتا ہے لیکن اللہ سے محبت کرنے والے انسانوں کے یقین و حزم میں شک کی کوئی راہ نہیں ہے اور جس بندے کے دل میں اللہ کی محبت گھر کر جاتی ہے اس میں شک آ ہی نہیں سکتا۔ بندہ بذات خود اطاعت میں کوتاہی کرتا ہے اور وہ ان چیزوں کا مرتکب ہوتا ہے جن کو خداوند عالم پسند نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی معصیت کرنے کو دوست رکھتا ہے لیکن اسکے لئے یہ امکان نہیں ہے کہ (بندہ اطاعت میں کوتاہی کرے اور معصیت کا ارتکاب کرے) اطاعت کو ناپسند کرے اور معصیت کو دوست رکھے۔ ایک دعا میں آیا ہے:

**الٰھی احب طاعتك و ان قصرت عنھا و اکرہ**

**معصیتك و ان رکبتھا فتفضل علیّ بالجنۃ**



Presented by Ziaraat.Com

"خدایا میں تیری اطاعت کرنا چاہتا ہوں اگرچہ میں نے اس سلسلے میں کوتاہی کی ہے اور مجھے تیری معصیت کرنا ناگوار ہے اگرچہ میں تیری معصیت کا ارتکاب کر چکا ہوں لہذا مجھ کو بہشت کرامت فرما۔"

آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام مومنین کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ان کی تمام نیک حاجات کو قبول فرمائے اور تمام مومنین کو پنجتن پاک اور آئمہ طاہرین کے سائے میں رکھے۔ (آمین)

انجینئر جواہر جعفری

صدر

جعفری کلچرل اینڈ ریسرچ سینٹر

DOT MANAGEMENT FOUNDATION
سبیل سکینہ سلام اللہ
www.ziaraat.com
www.shian-e-ali.com
SABIL-E-SAKINA ISLAMIC LIBRARY PAKISTAN



Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مقدمہ

از مفسر قرآن ڈاکٹر حسن رضوی

محترم بزرگ، شاعرِ اہلبیت، فرزدقِ ہندوپاک استاد الاساتذہ، عزت مآب حضرت نسیم امروہویؒ نے ان پندرہ مناجات کا ترجمہ سلیس اردو میں تحریر فرمایا ہے جنہیں علامہ مجلسیؒ نے 'بحار الانوار' میں بزرگ علماء کی کتابوں سے نقل فرمایا تھا اور شیخ عباس قمیؒ نے انہیں 'مفاتیح الجنان' میں شامل کیا۔ یہ پندرہ نایاب مناجاتیں (دعائیں) جو حضرت امام عالی مقام حضرت زین العابدینؑ کی زبان طہارت پر جاری ہوئی ہیں معرفت ومحبتِ الٰہی کا شاہکار نمونہ اور قبولیت دعا کی ضمانت ہیں۔ کیونکہ جو معصوم امام ہو اور جس کی پاکیزگیٔ کردار کا کلمہ قرآن پڑھے اس کی دعائیں رد نہیں ہوسکتیں۔ اس لیے یہ دعائیں قبولیتِ دعا کی ضمانت ہیں۔ حضرت نسیم امروہویؒ نے ان دعاؤں کا اردو زبان میں نہایت رواں وفصیح وبلیغ برجستہ ترجمہ بھی فرمایا اور مختصر تشریحات بھی لکھیں۔ ان کا زبان وبیان پر عبور ہر تعریف وستائش سے بلند وبالا ہے۔ ترجمہ کا حق ادا فرمادیا ہے۔ یہ دعائیں معرفتِ الٰہی کا خزانہ اور دعا مانگنے کا اعلیٰ ترین سلیقہ ہیں۔

خداوندِ عالم کی معرفت، محبت اور عظمت کا بہترین سبق اور خداوندِ عالم سے قلبی تعلق پیدا کرنے کا بہترین طریقہ اور ذریعہ ہیں۔

محترم شہنشاہ جعفری خوش قسمت ہیں کہ وہ بڑی محنت اور جاں فشانی سے یہ علمی اثاثہ نہایت سلیقہ سے عربی متن کے ساتھ اردو اور انگریزی ترجمہ



Presented by Ziaraat.Com

کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ خداوندِ عالم سے دعا ہے کہ ان کو دنیا اور آخرت میں اس کام کا بھرپور اجر عطا فرمائے۔

اک نئے کام کی تخلیق کوئی کھیل نہیں
یہ سمجھ لیجئے مٹی کو بشر کرنا ہے

یہ مناجاتیں ایسے معصوم و مظلوم امامِ منصوص کی ہیں جو آل محمدؐ کے سلسلہ امامت کے چوتھے امام ہیں جن کا ہر ہر حرف موتیوں سے زیادہ قیمتی اور خدا کی نگاہ میں بے حد پسندیدہ اور مقبول ہے۔ ایسے پاک انسان کی زبان سے نکلی ہوئی دعائیں بارگاہ ایزدی میں لازماً قبول ہوتی ہیں۔ اور جب ہم ان کو اپنے مقاصد کے لیے پڑھتے ہیں تو امام معصومؑ کے الفاظ و بیان کے صدقے میں خداوندِ عالم ہماری دعاؤں کو بھی شرفِ قبولیت عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ جس بندے کے یہ الفاظ ہیں وہ محبوب و مطلوبِ الٰہی انسان ہے۔ بقول شاعر

نہ بھولنا کہ ہیں محبوبِ الٰہی یہ لوگ
اگر زمین پہ تھوکیں تو آسماں اڑ جائیں

یہ وہ انسان ہے جسے خداوندِ عالم نے "زین العابدین" کا لقب عطا فرمایا ہے۔ یعنی اولین و آخرین میں تمام عبادت کرنے والوں کے لیے باعثِ فخر و زینت ۔ جسے خدا یہ لقب عطا فرمائے اس کی مناجاتیں اور دعائیں بارگاہِ ایزدی میں بھلا کیسے رد ہوسکتی ہیں، ایسے انداز سے کی ہوئی دعائیں کیسے رد ہوسکتی ہیں؟ یہ تو عقلاً ناممکن بلکہ محال ہے۔ اس لیے خدا پر پورا پورا بھروسہ فرما کر یہ دعائیں آپ دل سے پڑھیں گے تو اپنا گوہرِ مقصود ضرور بالضرور پائیں گے (ان شاء اللہ)۔ میں دعا کرنے کے بعد بارگاہ ایزدی میں خاموش کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھتا ہوں۔



Presented by Ziaraat.Com

بخشش ترے ابرو کی طرف دیکھ رہی ہے
رضوی تیرے دربار میں خاموش کھڑا ہے

یہ دعائیں پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ ہم خدا سے کس قدر نزدیک ہیں اور اس سے بلاواسطہ دعا کر رہے ہیں، دل کی باتیں سنا رہے ہیں اور وہ سن بھی رہا ہے اور جواب بھی دے رہا ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے دل کی آواز کو سنتا ہے اور خوب جانتا ہے۔

ان دعاؤں کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ (۱) دعائیں قبول ہوتی ہیں اور (۲) ہمارا خدا سے محبت کا قلبی گہرا تعلق قائم ہو جاتا ہے جو عبودیت کی حقیقت اور معرفتِ الٰہی کا حاصل ہے۔ کیونکہ انسان جس وقت خدا سے دعا کرتا ہے اس وقت قلبی طور پر وہ سب سے زیادہ خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے کیونکہ دعا کرتے ہوئے وہ اپنے دل کی تمناؤں اور آرزوؤں کے پورا ہونے کی درخواست کر رہا ہوتا ہے۔ اس لیے دعا کرتے ہوئے اس کا پورا وجود خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت خدا بھی اس کی طرف اپنی خاص توجہات مبذول فرماتا ہے۔ اسی لیے دعا کرتے ہوئے انسان خدا کو خود سے بہت قریب محسوس کرتا ہے۔ اسی لیے خداوندِ عالم نے اپنے قرب کو دعا ہی کے حوالے سے بیان فرمایا ہے کہ ''اے رسولؐ جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں پوچھیں تو ان سے کہہ دو کہ حقیقتاً میں ان سے بہت قریب ہوں۔ (اتنا قریب کہ) جب وہ مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کو جواب دیتا ہوں (یعنی) ان کی دعائیں قبول کرتا ہوں۔ (القرآن)

۲۔ نیز یہ کہ دعا خدا کے سامنے عاجزی اور انکساری کے جذبات پیدا کرتی ہے۔ جو عبادت کی روح، حقیقت، اس کا حاصل اور مطلوب ہے۔ اسی لیے حضور اکرمؐ نے دعا کو عبادت کا مغز (عطر Essence) فرمایا ہے۔ کیونکہ دعا کرتے



Presented by Ziaraat.Com

ہوئے انسان کا دل واضح طور پر محسوس کرتا ہے کہ میں خدا کا ادنیٰ غلام ہوں اور ہر معاملہ میں اس کا محتاج ہوں۔ غلام کی غلامی کی شان ہی یہ ہے کہ وہ اپنے آقا سے سوال کرے۔ اور آقا کی آقائی کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے غلام کا سوال یا حاجت پوری کر دے۔ اس لیے حضرت امام زین العابدینؑ اس طرح ہاتھ پھیلا کر خدا کے سامنے دعا فرماتے جیسے کوئی غلام اپنے آقا سے ہاتھ پھیلا کر بھیک مانگتا ہے۔

۳۔ فرزندِ رسولؐ حضرت امام زین العابدینؑ جو امام حسینؑ کے فرزند ہیں، ہمیں دعائیں کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں۔ آپؑ کی بیان کی ہوئی دعائیں پڑھنے سے انسان کے قلب کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ آپؑ سب سے پہلے خدا کی تعریف فرماتے ہیں۔ جس کے ذریعے خدا کی عظمتوں، قدرتوں، رحمتوں، عطاؤں اور مہربانیوں کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور ساتھ ساتھ انسان کے اندر یہ احساس بیدار ہو جاتا ہے کہ خدا نے ہم پر کس قدر احسانات فرمائے ہیں۔ یہ بات جان لینے کے بعد انسان کے اندر خدا کے لیے ان انتہائی عاجزی، انکساری، احسان مندی اور احساساتِ شکر بیدار ہو جاتے ہیں۔ اس کا دل خدا کے سامنے جھکتا ہی چلا جاتا ہے۔ اس احسان مندی کا دوسرا منطقی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان قلبی طور پر خداوندِ عالم کو اپنا محسنِ اعظم جان کر خدا سے قلبی محبت کرنے لگتا ہے۔ پھر اس کا دل، دماغ بلکہ پورا وجود خداوندِ عالم کے سامنے سجدہ ریز ہو کر جھک جاتا ہے۔ یہی ایمان اور حبِ الٰہی کی حقیقت ہے۔

کیا نمازِ شاہ تھی ارکانِ ایمانی کے ساتھ
دل بھی جھک جاتا تھا ہر سجدے میں پیشانی کے ساتھ
جوشؔ



Presented by Ziaraat.Com

کی ادا شہ نے نماز اس کیفِ وجدانی کے ساتھ
کعبہ مس ہوتا تھا ہر سجدے میں پیشانی کے ساتھ

ہندو شاعر

جب بندہ خدا سے شدید قلبی محبت کا تعلق قائم کر لیتا ہے تو خدا بھی اس سے شدید محبت کرنے لگتا ہے۔ جس کے نتیجے میں اسے قربِ الٰہی حاصل ہو جاتا ہے اور اس کی تمام دعائیں قبول ہونے لگتی ہیں۔

۴۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ خدا کی مرضی کا تابعِ فرمان ہو جاتا ہے۔ اس کی زندگی کا واحد مقصد خدا کی اطاعت اور اس کی رضامندی حاصل کرنا ہو جاتا ہے۔ یہی وہ منزل ہے جو انسان کی تکمیل اور معراج ہے۔ خداوندِ عالم نے فرمایا ''کہو کہ میری نماز، میری عبادتیں، میری زندگی، میری موت (سب) اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا مالک ہے''۔

(القرآن)

۵۔ اس کے علاوہ حضرت امامؑ نے اپنی دعاؤں میں ہمیں یہ بھی تعلیم دی کہ مال و اولاد سے بھی بڑھ کر کونسی وہ خدا کی عظیم ترین نعمتیں ہیں، جن کو خدا سے طلب کرنا چاہیے۔ صرف مال و اولاد ہی خدا کی نعمتیں نہیں ہیں۔ بقول اقبالؔ

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی تھا

امامؑ نے خدا کی عظیم نعمتوں کو پہچنوایا ہے پھر ان کے مانگنے کا سلیقہ سکھایا ہے۔ ان عظیم ترین نعمتوں کو جان لینے کے بعد انسان کا نقطۂ نظر بہت بلند ہو جاتا ہے۔ اس کی تمام نعمتوں فائدوں اور عطاؤں کا سرچشمہ صرف اور صرف



Presented by Ziaraat.Com

خدا کی ذات ہے۔ پھر وہ غیر خدا سے کوئی توقع نہیں رکھتا۔ اس کا پورا وجود خدا وندِ عالم کی طرف متوجہ ہو کر اس سے مربوط ہو جاتا ہے۔ اس کی غیرِ خدا سے تمام توقعات یکسر ختم ہو جاتی ہیں۔ یہی کلمہ لا الٰہ کا حاصل ہے۔

بتوں سے تجھ کو امیدی، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟ اقبالؔ

۲۔ پھر جب انسان کی تمام توجہات صرف اور صرف خداوندِ عالم سے وابستہ ہو جاتی ہیں اور ماسوا اللہ سے پوری طرح منقطع ہو جاتی ہیں، تب انسان سچا حقیقی مسلمان، مومن اور موحد بن جاتا ہے۔ خدا کی محبت میں سرشار ہو کر وہ دنیا اور اس کے عام دھوکوں سے قطعاً محفوظ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ خدا کی رضامندی، خدا کے قرب، خدا کی بنائی ہوئی جنت اور اعلیٰ ترین نعمتوں کا حقیقی طلبگار بن کر خدا کی کامل اطاعت کی زندگی گزارتا ہے۔ دنیا اور اس کی رنگینیاں اس کو خدا سے غافل نہیں کر سکتیں۔ پھر اس کی تمام دلچسپیاں اور پوری توجہات خدا کی رحمتوں، عطاؤں اور بخششوں سے وابستہ ہو جاتی ہیں۔ یہی حقیقی توبہ اور انابت ہے۔ یعنی خدا کی طرف لوٹنا اور خدا کی طرف اپنے پورے وجود کے ساتھ متوجہ ہونا۔ پھر خدا کا یہ وعدہ پورا ہوتا ہے کہ "خدا توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے" نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا کی طرف پوری توجہ کرنے والا خدا کا محبوب، معشوق اور مطلوب بن جاتا ہے۔ جس کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بروایت حضرت امام جعفر صادقؑ "خداوندِ عالم جب ملک الموت کو بھیجتا ہے تو ملک الموت یہ آیت پڑھ کر اس کی روح قبض کرتا ہے، "اے نفسِ مطمئن! لوٹ اپنے پالنے والے مالک کی طرف اس حالت میں کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ میرے (خاص)



Presented by Ziaraat.Com

غلاموں میں شامل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا'' (القرآن۔سورہ فجر)۔

۷ اب خدا کا سچا عاشق اور نفسِ مطمئن بن جانے کے بعد اس کی زندگی کی سب سے بڑی لذت خدا کو یاد کرنا بن جاتا ہے۔ بقول شاہ بھٹائی

یاد محبوب سے گریز نہ کر کیا عجب وہ بھی تجھ کو یاد کرے
ہو کے خوش تیری وضع داری سے اپنے لطف و کرم سے شاد کرے
اللہ کو جسنے یاد کیا اللہ اسی کا ہوتا ہے

(شاہ عبدالطیف بھٹائی عارف سندھ)

امام غزالی نے لکھا ہے کہ ایک عارف نے کہا مجھے معلوم ہے کہ خداوند عالم کتنے بج کر کتنے منٹ ہر روز مجھے یاد کرتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا، یہ کیسے تجھے معلوم ہوا؟ اس نے کہا کہ خدا خود نے فرمایا ہے کہ ''تم مجھے یاد کرو، میں تم کو یاد کروں گا'' (القرآن) اس لیے جتنے بج کر جتنے منٹ پر میں خدا کو یاد کرتا ہوں، عین اسی وقت خدا بھی مجھ کو یاد کرتا ہے۔ (احیاء العلوم۔امام غزالی)۔

دعا کرنا بھی خدا کو یاد کرنا ہے اور جب خدا کسی کو یاد کرتا ہے تو اس کو اپنی نوازشوں، نعمتوں، رحمتوں اور بخششوں سے نوازتا ہے۔ اس لیے جو کسی کو یاد کرتا ہے، اپنی شان کے مطابق یاد کرتا ہے۔ جب بادشاہ کسی کو یاد کرتا ہے تو اس کو بڑے بڑے عہدے، وزارتیں اور جاگیریں عطا کرتا ہے۔ اسی طرح خداوند عالم کسی کو یاد کوتا ہے تو اس کو اپنی بخششوں، نعمتوں اور انعامات سے نوازتا ہے۔

دعا کرنے کا طریقہ:

یاد رہے کہ دعا کرنا خدا کو یاد کرنے کا بہترین اور مؤثر ترین طریقہ ہے کیونکہ دعا کرنے والا انسان پورے دل سے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور یاد



Presented by Ziaraat.Com

کرنے کے معنی دل سے پوری طرح یاد کرنا ہوتا ہے۔

دعا کرتے وقت:

۱۔ سب سے پہلے خدا کی حمد وتعریف اور شکرِ نعمت بجالائیں یعنی جو عنایات، نعمتیں اور فوائد پہلے مل چکے ہیں، ان کو گن گن کر شکراً شکراً کہا جائے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے بعد سجدۂ شکر کرے۔اس میں سو مرتبہ شکراً شکراً دل سے کہے، کم از کم تین مرتبہ دل سے شکراً اللہ کہے۔

۲۔ پھر محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود پڑھا جائے اور ان کے احسانات کو دل سے مانا جائے۔

۳۔ پھر اپنے گناہوں اور غلطیوں کا اعتراف کر کے خدا سے معافیاں مانگی جائیں۔کم سے کم تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّي وَاَتُوبُ اِلَيه پڑھا جائے۔

۴۔ آخر میں پھر درود پڑھا جائے۔اور پھر کہے سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

۵۔ پھر درود پر ختم کرے۔

(نوٹ:۔ یاد رہے کہ یہ دعائیں بار بار سمجھ کر کرنی چاہئیں تا کہ آہستہ آہستہ دل پر اثر کر سکیں اور دل و دماغ اور بالآخر ہمارا پورا وجود خدا کی طرف متوجہ ہو کر سرتا پا سوال بن جائے اور بالآخر ہمارا وجود پوری شدت سے خدا پر بھروسہ اور محبت کرنے لگے۔یہی ایمان کا حاصل، اور انسان کی معراج ہے۔کیونکہ خداوندِ عالم نے فرمایا ہے:۔ مَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ "جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے ۔خود خدا اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے(القرآن))۔

نیز خداوندعالم فرماتا ہے "وَالَّذِينَ آمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ "جو لوگ واقعی دل سے خدا کو مانتے ہیں، وہ خداوندعالم سے شدید ترین محبت



Presented by Ziaraat.Com

کرتے ہیں"(القرآن)۔ظاہر ہے کہ انسان خدا سے جتنی محبت کرتا ہے، خدا کم سے کم دس گنا زیادہ اس سے محبت کرتا ہے۔اس لیے کہ قرآن مجید میں خدا نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ہر نیکی کا کم سے کم اجر دس گنا زیادہ عطا فرمائے گا۔خدا سے محبت کرنا بہت بڑی نیکی اور ایمان کی حقیقت ہے(القرآن)۔

جنابِ رسولؐ خدا سے خدا نے فرمایا ہے کہ "(اے رسول) جب میرے بندے میرا حال تم سے پوچھیں تو آپؐ فرما دیں کہ حقیقتاً میں تو ان کے پاس ہی ہوں۔(اتنا پاس ہوں کہ) جب کوئی مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی پکار کو سن لیتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔اس لیے ان کو چاہیے کہ میرا ہی کہنا مانیں اور مجھ ہی پر بھروسہ کریں تا کہ وہ سیدھی راہ پر آ جائیں۔ (القرآن۔سورۃ بقرہ۔۱۸۶)

نیز خداوند عالم نے فرمایا "جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، پس خداوند عالم خود اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے"(القرآن)۔

نیز خداوند عالم نے فرمایا "اور ہم اس کی (مراد تمہاری) گردن کی شہ رگ سے بھی بہت زیادہ قریب ہیں"(القرآن، سورۃ ق آیت ۱۶)۔

نیز خداوند عالم نے فرمایا "آپ کہہ دیجئے کہ کون تمہیں نجات دیتا ہے خشکی میں اور سمندر کے اندھیروں میں، جب تم اس کو پکارتے ہو عاجزی سے اور چپکے چپکے کہ اے خدا تو اگر ہمیں ان مصیبتوں سے نجات دیدے تو ہم لازماً تیرے شکر گزاروں میں داخل ہو کر رہیں گے۔آپ کہہ دیجئے کہ تمہیں غم سے نجات اللہ ہی دیتا ہے اس کے بعد بھی تم شرک کرنے لگتے ہو"(القرآن)۔

دعا کی اہمیت اور طریقہ۔

خداوند عالم دعا کے سلسلے میں ارشاد فرماتا ہے "اور تمہارے پروردگار



Presented by Ziaraat.Com

نے کہا کہ مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل ہوکر داخل ہوں گے۔ (القرآن) یہ آیتِ کریمہ دعا کی دعوت دیتی ہے اور اجابت کا مژدہ سناتی ہے۔ نیز اس آیت میں دعا کو مطلق عبادت کہا گیا ہے اور عبادت کو مطلق دعا قرار دیا ہے۔ اس کے ترک پر آگ کی وعید بیان فرمائی ہے۔ سزا کی وعید ہمیشہ مکمل عبادت کے ترک پر آتی ہے، اس کے بعض اقسام پر نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا اصل عبادت سے نہایت گہرا تعلق رکھتی ہے۔ دعا کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا'' تم لوگ اللہ کو پکارو اس سے خالص اعتقاد رکھ کر'' (مومن، آیت ۱۴) (یہاں خالص اور لاشریک اعتقاد کو شرط قرار دیا)۔ ''اور اللہ کو پکارتے رہو ڈر اور آرزو کے ساتھ بیشک اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے بہت نزدیک ہے'' (اعراف، ۵۶)۔ (دعا کو خوف اور طمع کے ساتھ مشروط کر کے نیکوکاری کی ترغیب دی)۔ ''وہ ہم کو پکارتے رہتے تھے شوق اور خوف کے ساتھ اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے''۔ (الانبیا، آیت ۹۰) (یہاں خدا سے دب کر رہنے والوں کو دعاؤں کی قبولیت کا مژدہ سنایا)۔ ''اپنے پروردگار سے دعا کرو عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے۔ بے شک وہ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا'' (اعراف، آیت ۵۲) (یہاں حد سے نکلنے والے گناہوں کو قبولیت دعا کی رکاوٹ بتایا)۔ ''اللہ ان لوگوں کی دعا اور عبادت کو قبول کرتا ہے جو ایمان لائے، نیک عمل کیے اور ان کو اپنے فضل سے اور بڑھاتا رہتا ہے'' (شوریٰ، آیت ۲۶) (اس آیت میں ایمان اور عمل کو قبولیت دعا کا طریقہ قرار دیا)۔ غرض ان آیات میں دعا کے ارکان، سائل کا آدابِ دعا میں اخلاص،



Presented by Ziaraat.Com

اللہ کے ماسوا تمام اسباب سے امیدوں کا منقطع کرنا، خوف وامید، رغبت اور ڈر، خشوع و خضوع، الحاح و زاری، اصرار، ذکر، توجہ اور توکل علی اللہ، عمل صالح، ادبِ حضوری وغیرہ کو دعا کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ لہٰذا بندوں کو چاہیے کہ خدا کی دعوت پر لبیک کہیں۔ اسی کی جانب متوجہ ہوں۔ اسی پر بھروسہ کریں، اس کی باتوں پر ایمان لائیں، اور اس کی اس بات پر غیر متزلزل یقین رکھیں کہ وہ ہم سے نہایت قریب ہے، دعائیں قبول کرتا ہے اور سب کچھ اسی کے قبضہء قدرت میں ہے۔ تا کہ ان کی دعائیں راہ یاب ہوں۔

روایات پر بحث۔

شیعہ اور سنی دونوں فرقوں کی روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ”دعا مومن کا ہتھیار ہے“۔ کتاب عدۃ الداعی میں حدیثِ قدسی ہے، اللہ نے فرمایا ”اپنی ہر ہر حاجت یہاں تک کہ اپنی بکری کا چارہ اور گندھے ہوئے آٹے کے لیے نمک تک کا مجھ سے سوال کر“۔ المکارم میں حضورؐ سے مروی ہے کہ ”دعا قرآن کی قرائت سے افضل ہے“۔ اس لیے کہ اللہ کا ارشاد ہے ”آپ کہہ دیجیے کہ میرا پروردگار تمہاری کچھ پرواہ نہ کرے گا اگر تم دعا نہ کرو گے“۔ (معلوم ہوا کہ خداوند عالم کی توجہات کے حصول کا بہترین طریقہ اس سے دعا کرنا ہے)۔ حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے بھی یہی روایات منقول ہیں۔

عدۃ الداعی میں بطریق محمد بن عجلان، نبی کریمؐ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک پیغمبر کی جانب وحی فرمائی ”مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم! میں اپنے غیر سے امیدیں باندھنے والے آرزومند کی آرزوؤں کو ناامیدی سے بدل دیتا ہوں، اسے لوگوں کے درمیان ذلت کا لباس پہناتا ہوں۔ اسے اپنے فضل وکرم



Presented by Ziaraat.Com

سے دور کر دیتا ہوں۔ کیونکہ وہ میرا بندہ ہو کر مصائب و شدائد میں دوسروں سے مدد مانگتا ہے۔ حالانکہ تمام مشکلات کا حل تو صرف میرے دستِ قدرت میں ہے۔ جبکہ وہ مجھے چھوڑ کر دوسروں سے امیدیں باندھتا ہے۔ میں ہی بالذاتِ غنی اور علی الاطلاق ہوں۔ بند دروازوں کی چابیاں صرف میرے دستِ قدرت میں ہیں اور میرا دروازہ ہر سائل کے لیے کھلا ہے۔ الخ

'عدۃ الداعی' میں نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میری مخلوق میں جو شخص میرے سوا (مجھے چھوڑ کر) میری مخلوق کا دامن تھامتا ہے، میں اس پر زمین و آسمان کے دروازے بند کر دیتا ہوں۔ پھر وہ مجھ سے کتنا ہی مانگے، میں اسے عطا نہیں کرتا، اور اگر دعا کرتا ہے تو قبول نہیں کرتا۔ اس کے برعکس میری مخلوق میں سے جو بھی میری مخلوق کو چھوڑ کر میری رحمت کا دامن تھامتا ہے تو میں آسمان اور زمین کو اس کے رزق کا ضامن بناتا ہوں۔ پھر اگر وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں قبول کرتا ہوں۔ اگر مجھ سوال کرتا ہے تو میں اس کے گناہ معاف کر دیتا ہوں"۔

یہ دونوں احادیث دعا میں اخلاص کی ضرورت کی خبر دیتی ہیں۔ لیکن ان روایات سے اسبابِ دنیا کو استعمال کرنے کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ خود اللہ نے اشیا کو احتیاجات و ضروریات کے پورا کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ البتہ اسباب و آلات بذاتِ خود مستقل علت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کے سبب، وہ اسباب ضروریات کے پورا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

انسان خود اپنے شعورِ باطنی اور فطرت کے تقاضوں سے جانتا ہے کہ ہر حاجت کا کوئی پورا کرنے والا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اسبابِ ظاہری کبھی کبھی اپنی تاثیر کھو بیٹھتے ہیں کیونکہ سببِ تام کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ اپنی

ہے۔'عدۃ الداعی' میں نبی کریمؐ سے مروی ہے "اپنی حاجات کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جزع وفزع کرو، اپنی مشکلات میں اسی کی پناہ چاہو۔اسی کی بارگاہ میں عاجزی کرو۔ اس کو پکارو کیونکہ دعا عبادت کا مغز ہے۔مومن جو کچھ بھی اللہ سے طلب کرتا ہے، بہر حال اس کی طلب پوری کردی جاتی ہے۔اسے یا تو دنیا ہی میں وہ چیز حاصل ہوجاتی ہے یا آخرت کے لئے مؤخر کردی جاتی ہے۔جس قدر یہ تاخیر ہوتی ہے اسی قدر اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے"۔

'نہج البلاغۃ' میں حضرت علیؑ کی اپنے فرزند امام حسنؑ کو وصیت ہے "پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی چابیاں تیرے ہاتھ میں دیدیں۔ کیونکہ اس نے تجھے ہر چیز مانگنے کی اجازت دیدی۔ اب تو جب چاہے مانگ کر اللہ کی نعمتوں کے دروازے کو کھول سکتا ہے اور اس کی بارانِ رحمت سے مستفید ہوسکتا ہے۔لیکن قبولیت میں تاخیر تجھے ناامید نہ کردے کہ عطا بقدرِ نیت ہوتی ہے۔ بسااوقات قبولیت میں تاخیر ہوگی تاکہ سائل کے لیے عظیم اجر کا سبب بنے، اور اس کی زیادہ عطاؤں کا مستحق قرار پائے۔اسی لیے امامؑ نے انتظارِ فرج اور قبولیت کی آرزو کو بہترین عبادت اور سببِ قربِ الٰہی فرمایا ہے۔حضرت علیؑ نے فرمایا" اور بسااوقات تم اللہ سے سوال کروگے، مگر مطلوبہ چیز نہ پاؤگے اور پھر بہت جلد یا بدیر اس سے کہیں بہتر چیز تمہیں عطا ہوگی یا اس کے سبب کوئی تکلیف تم سے ہٹالی جائے گی۔ بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ اگر تمہارے سوال پر دیدی جائیں تو وہ تمہارے دین اور عاقبت کی تباہی کا سامان ہوجاتی ہیں۔اس لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ایسی چیز مانگو، جس کی بہتری برقرار رہے اور وبال ختم ہو۔ رہا مال تو وہ تمہارے پاس باقی ہی نہ رہے گا اور نہ ہی تم اس کے لیے باقی رہوگے"۔



Presented by Ziaraat.Com

آپؑ ہی کا ارشاد ہے "عطا بقدر نیت ہوتی ہے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اجابت دعا کے مطابق ہوتی ہے۔ سائل جس قدر قلب کی گہرائیوں سے مانگتا ہے اسی قدر اسے عطا ہوتی ہے۔ اس کی دعا کے الفاظ کا اعتبار نہیں ہوتا، کبھی الفاظ معانی اور مفاہیم کا ساتھ نہیں دیتے۔ قبولیتِ دعا کے بارے میں اس سے جامع تر اور حسین تر کوئی کلمہ نہیں۔ کیونکہ آپؑ نے اجابتِ دعا کے اصول کو نہایت مختصر عبارت میں بیان فرمایا ہے جس میں وہ تمام اسباب آجاتے ہیں جو دعا کی عدم اجابت کا سبب بنتے ہیں۔ مثلاً قبولیت کا دیر سے ظاہر ہونا، دنیا میں مسئولہ چیز سے بہتر چیز ملنا، یا آخرت میں اس سے بہتر ملنا، یا سائل کے مناسب تر چیز کا مل جانا وغیرہ۔ سائل اکثر کسی خوشگوار چیز کا سوال کرتا ہے حالانکہ اس کی فوری عطا خود اس کے حق میں خوشگوار نہیں ہوتی۔ اس کی عطا میں تاخیر کر دی جاتی ہے تاکہ سائل کی تشنگی بڑھے اور مسئولہ چیز اس کے لیے زیادہ خوشگوار ہو جائے۔ گویا حقیقتاً اس کی خوشگواری کا سوال خود اس کی تاخیری عطا کا سوال بن جاتا ہے۔ اسی طرح امورِ دینی میں اہتمام کرنے والا مومن اگر عدم علم کے باعث ایسی چیز کا سوال کرے جس میں اس کے دین کی تباہی مضمر ہو، جبکہ وہ اسے اپنی سعادت سمجھ رہا ہو۔ حالانکہ درحقیقت یہ نہ ہو، جبکہ اس نے حقیقتاً تو سعادت کا سوال کیا تھا، اس لیے اس کی یہ دعا دنیا میں نہیں آخرت میں شرف قبولیت پائے گی۔

'عدۃ الداعی' میں حضرت امام محمد باقرؑ سے مروی ہے "بندہ کبھی بھی اپنے پروردگار کی طرف ہاتھ نہیں پھیلاتا، مگر اللہ اسے خالی لوٹانے سے حیا فرماتا ہے وہ اپنے فضل و رحمت سے جو چاہتا ہے اسے عطا فرما دیتا ہے"۔ لہٰذا جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اپنا ہاتھ نہ لوٹائے تاآنکہ اپنے سر اور چہرے پر مل لے۔ ایک



Presented by Ziaraat.Com

اور حدیث میں ہے کہ "اپنے چہرے اور سینے پر مل لے"۔ مؤلف کہتے ہیں 'درمنثور' میں اسی کے ہم معنی متعدد صحابہ مثلاً حضرت سلیمانؓ جابرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، انس بن مالکؓ اور ابن ابی مغیثؓ کے طریق سے، نبی کریمؐ سے آٹھ (۸) روایات میں ہاتھ اٹھانا بھی مذکور ہے۔ بعض لوگوں نے یہ کہہ کر ہاتھ اٹھانے سے انکار کیا کہ اس سے ذاتِ باری تعالیٰ کی تجسیم اور جہت ثابت ہوتی ہے کیونکہ ہاتھوں کا آسمان کی جانب اٹھانا اس بات کی دلیل ہے کہ خدا آسمان میں ہے، حالانکہ وہ جہت یا مکان سے منزّہ ہے۔ لیکن یہ قول فاسد ہے کیونکہ تمام عبادات بدنیہ کی حقیقت قلبی توجہ کو ایک مقام پر مرکوز کرنا ہے، اور بلند ترین حقائق کو خیال کے قالب اتارنا ہے جیسا کہ نماز، روزہ، حج وغیرہ کے اجزا اور شرائط سے مترشح ہوتا ہے۔ اگر یہ چیز نہ ہوتی تو عبادتِ بدنیہ کی بات ہی نہ بنتی۔ اسی طرح دعا بھی توجہِ قلبی اور طلب باطنی کی ایک ظاہری شکل ہے اور یہ عادت جاریہ ہے کہ فقیر مسکین کسی غنی سے ہمیشہ ہاتھ اٹھا کر اور ہاتھ پھیلا کر سوال کرتا ہے اور یہ اظہار ہے اس کی عاجزی اور ذلت کا جو اس کی قلبی اور باطنی حقیقت ہے۔ شیخ سے اپنی 'مجالس' میں اور 'عدۃ الداعی' میں مرسلاً مروی ہے "رسولؐ اللہ جب دعا فرماتے تو اپنے ہاتھ اس طرح بلند کرتے جیسے کھانے کا طلبگار مسکین کھانا مانگتا ہے"۔

'بحار الانوار' میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ "آپؑ نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا "اے اللہ! میں فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ یہ سن کر آپؑ نے فرمایا "تم تو اپنے مال اور اولاد سے پناہ مانگ رہے ہو، اس لیے کہ ارشادِ باری ہے اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو بس آزمائش کی چیزیں ہیں) تم کہو، میں تمام فتنوں کی گمراہیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

'عدۃ الداعی' میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے "اللہ تعالیٰ بھولنے والے بے پرواہ دل کی دعا قبول نہیں فرماتا"۔ 'عدۃ الداعی' ہی کی ایک اور روایت میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ "اللہ تعالیٰ لہو ولعب میں مشغول دل کی دعا قبول نہیں فرماتا"۔ ان روایات کے ہم معنی اور روایات بھی ہیں۔ اس میں رمز یہ ہے کہ سہو اور لغو سے دعا اور سوال کی حقیقت ہی متحقق نہیں ہوتی۔ 'دعوات راوندی' میں ہے کہ توارت میں مرقوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے فرماتا ہے "تو ہمیشہ میرے بندوں میں سے کسی کے خلاف دعا کرتا رہتا ہے کہ اس نے تجھ پر ظلم کیا ہے۔۔۔ جبکہ میرے ایسے بندے بھی ہیں جو تیرے لیے بددعا کرتے ہیں کہ تو نے ان پر ظلم کیا ہے۔ اگر تو چاہے تو میں تیری ان کے بارے میں اور ان کی تیرے بارے میں دعا قبول کرلوں؟ اور اگر تو چاہے تو میں اسے قیامت تک مؤخر کردوں"۔ مؤلف کہتے ہیں کہ اس میں یہ راز پنہاں ہے کہ جو شخص کسی چیز کا سوال کرتا ہے وہ حقیقت میں اس بات پر راضی ہوتا ہے اور اس طرح اس کی یہ رضامندی ان تمام لوگوں کے لیے بھی ہوتی ہے جو ایسی صورتحال سے دوچار ہوں۔ اس لیے جب وہ کسی ظالم سے انتقام لینے کے لیے دعا کرتا ہے تو گویا وہ حقیقت میں ظالم سے انتقام پر راضی ہے۔ اس معاملے میں چونکہ وہ خود بھی ظالم ہے لہٰذا حقیقتاً اپنے ہی خلاف دعا کررہا ہے جبکہ وہ کبھی ہرگز اپنے لیے سزا پر راضی نہ ہوگا جس کے لیے وہ دوسروں کے لیے راضی ہے۔ گویا اس طرح ایسی دعائیں کالعدم ہوتی ہیں اور ان کا حقیقی صدور ہی نہیں ہوتا۔ ارشادِ باری ہے "اور انسان تو برائی کی درخواست بھی (اس تقاضے سے) کرتا ہے جس طرح بھلائی کی درخواست اور انسان ہے ہی جلد باز" (الاسرا۔ ۱۱)۔ 'عدۃ الداعی' میں ہے کہ رسولؐ اللہ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا "کیا میں تمہیں



Presented by Ziaraat.Com

توگویا وہ بغیر آنکھ کے دیکھنا، بغیر ہاتھ کے دینا، اور بغیر کان کے سننا چاہتا ہے۔ اور جو شخص اللہ کے سوا اسباب پر ہی اعتماد کر رہا ہے تو گویا وہ صرف ہاتھ، آنکھ اور کان کی طرف متوجہ ہے اور اس ذات سے غافل ہے جس کے سبب ہاتھ، آنکھ اور کان سے یہ تمام امور سرزد ہو رہے ہیں۔ البتہ یہ واضح رہنا بہت ضروری ہے کہ امور کا اسباب سے منسلک ہونا اللہ کی غیر متناہی قدرت کاملہ کو مقید نہیں کرتا اور نہ ہی اس کے اختیارات کو سلب کرتا ہے۔ جیسا کہ انسان کی سابقہ مثال سے واضح ہو جاتا ہے کہ انسان لینے، دینے، دیکھنے اور سننے پر قادر ہے لیکن وہ افعال ہاتھ، آنکھ اور کان کے محتاج ہیں (گویا فعل اپنے صدرور کے لیے سبب کا محتاج ہے)۔ مگر اللہ کی ذات قادر علی الاطلاق ہے۔ البتہ افعال اپنی خصوصیات کی بدولت بعض اسباب کے محتاج ہیں۔ مثلاً زید (کوئی بھی انسان) کا وجود اللہ کا فعل ہے لیکن اپنے وجود میں آنے کے لیے ماں، باپ، مقام اور دیگر شرائط کا محتاج ہے۔ اس کے بغیر اس کا وجود میں آنا ہی ممکن نہیں ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ یہ فعل ہوتا ہے جو اسباب پر موقوف ہوتا ہے، فاعل موقوف نہیں ہوتا۔ حضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ ''تقدیر کا قلم قیامت تک انجام پانے والے تمام امور کے بارے میں جاری ہو چکا ہے''۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ ''جب بھی مانگو اللہ ہی سے مانگو''۔ یہ دوسرا جملہ پہلے کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ اس طرح پہلا جملہ دوسرے جملے کی علت ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ حوادث اللہ کے ہاں مرقوم اور مقدور ہو چکے ہیں اور ان میں کوئی سبب بھی حقیقی طور پر مؤثر نہیں ہے۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ اسباب بنیادی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس لیے اللہ کے غیر سے سوال نہ کرو اور نہ غیر سے مدد مانگو، کہ وہ بے حیثیت ہیں۔ اصل سلطنت، حکم، حکومت، مشیت (مرضی) صرف اللہ ہی کی ہے جو دائمی باقی رہنے والی جاری و ساری ہے۔ خدا پر بھروسہ کرو اور اپنا

مقصد حاصل کرنے کے لیے بھرپور کوششیں کرو۔

اپنا زمانہ آپ بناتے ہیں اہل فکر
یہ وہ نہیں کہ جن کو زمانہ بنا گیا

ایک اعتراض۔

بہت سے راویوں سے دعا کے بارے میں ایک روایت مروی ہے "دعا بھی تقدیر ہے"۔ یہی حدیث یہودیوں کے دعا پر اس اعتراض کا جواب ہے جو یہ کہتے ہیں کہ دعا میں جو سوال کیا جارہا ہے یا تو اس کا ملنا تقدیر میں ہے یا نہیں ہے۔ پہلی صورت میں اس کا ملنا یا ہونا لازم ہے جبکہ دوسری صورت میں ناممکن دونوں صورتوں میں دعا کی تاثیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جواب یہ ہے کہ کسی چیز کا مقدور ہونا بھی اس کے وجود میں لانے والے اسباب سے مستغنی نہیں ہوتا۔ دعا بھی وجود میں لانے کا ایک سبب ہے۔ دعا چونکہ اسباب میں سے ایک سبب ہے جس کے نتیجہ میں اشیاء وجود میں آجاتی ہیں۔ اسی لیے فرمایا "دعا بھی تقدیر سے ہے"۔

'بحار' میں ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا "دعا قضا تک کو لوٹا دیتی ہے"۔
حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے "دعا حتمی قضا تک کو لوٹا دیتی ہے"۔
حضرت امام ابوالحسن موسیٰ کاظمؑ سے مروی ہے کہ "ہمیشہ دعا کرتے رہو کہ دعا اور اللہ سے سوال ان مصائب کو دور کر دیتا ہے جو مقدور ہیں، چاہے ان کی قضا بھی جاری ہو چکی ہو۔ صرف ان کا عملی اجرا باقی ہو۔ ایسی حالت میں بھی اگر بندہ اپنے رب سے دعا کرتا ہے تو اللہ اس کی مصیبت کو رد کر دیتا ہے"۔ جناب امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے "دعا حتمی اور مبرم قضا تک کو پھیر دیتی ہے۔ اس لیے خدا سے دعا کرو کہ یہ رحمت کی چابی اور حاجت کی برآوری ہے۔ اللہ کی رحمت



Presented by Ziaraat.Com

کے خزانے دعا سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ جب دروازے کو بکثرت کھٹکھٹایا جاتا ہے تو وہ کھٹکھٹانے والے کے لیے کھل ہی جاتا ہے۔ اس حدیث میں بار بار دعا کرنے پر اصرار فرمایا ہے۔ اس لیے کہ کثرتِ دعا اخلاص اور ایمان پر دلالت کرتی ہے۔ اسمٰعیل بن ہمام امام ابوالحسنؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا "بندے کی پوشیدہ اور سری (خفیہ) ایک دعا ۷۰ اعلانیہ دعاؤں کے برابر ہے"۔ اس حدیث میں دعاؤں کو خفیہ طور پر کرنے اور چھپانے کا حکم دیا گیا ہے کہ اس سے طلب میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ 'المکارم' میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے "دعا رد کر دی جاتی ہے جب تک محمدؐ و آل محمدؐ پر درود نہ بھیجا جائے"۔ آپؑ ہی سے مروی ہے "جو اپنی حاجت سے قبل چالیس مومنین کے لیے دعا کرتا ہے اس کی دعا قبول کی جاتی ہے"۔

دعا کا طریقہ کار۔

حضرت امام صادقؑ سے مروی ہے کہ "ایک شخص نے امامؑ سے پوچھا کہ قرآن مجید میں دو آیات ایسی پاتا ہوں کہ جب ان پر عمل کرتا ہوں تو نتیجہ نہیں پاتا۔ آپؑ نے پوچھا کہ وہ کون سی آیات ہیں؟ اس نے کہا: اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (سورہ مومن، آیت ۶۰) (مجھ سے مانگو میں قبول کرونگا) مگر ہم جب دعا کرتے ہیں تو قبولیت نہیں دیکھتے۔ آپؑ نے فرمایا کہ کیا تمہارے خیال میں اللہ وعدہ خلافی فرماتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ امامؑ نے پوچھا: پھر؟ اس نے کہا کہ یہ بات نہیں معلوم۔ آپؑ نے فرمایا کہ میں تجھے بتاتا ہو، جو اللہ کے فرامین کی اطاعت کرتا ہے اور پھر دعا کو دعا کے طریقے کے مطابق کرتا ہے، اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اس نے پوچھا، دعا کا طریقہ کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا "دعا کی ابتدا اللہ کی حمد، اور عظمت کے ذکر سے کرو۔ اپنے اوپر ہونے والی نعمتوں کی



Presented by Ziaraat.Com

بارش کے تذکرے سے کرو۔ پھر ان نعمتوں کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرو۔ پھر محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود بھیجو، پھر اپنے گناہوں کو یاد کر کے ان کی بخششیں اور مغفرت طلب کرو۔ اس کے بعد اپنے مطلب کی دعا کرو۔ پھر میں نے دوسری آیت مَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ۔ (سورہ سبا، آیت ۳۹) (جو چیز تم اللہ کے لیے خرچ کرو گے اس کا نعم البدل پاؤ گے)۔ پڑھی اور پوچھا کہ میں اس کا نعم البدل یا اثر نہیں پاتا۔ آپؑ نے فرمایا "کیا تمہارا خیال ہے کہ اللہ وعدہ خلافی فرماتا ہے؟ اس نے عرض کی، نہیں معلوم۔ آپؑ نے فرمایا "اگر تم میں سے جب کوئی حلال کی کمائی میں سے خرچ کرتا ہے، تو ہر درہم کے بدلے اللہ نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ ان احادیث میں آداب عطا متعین ہوئے۔ یہ آداب بندے کو دعا اور قبولیت دعا سے قریب کرتے ہیں۔ 'در منثور' میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا "جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی دعا قبول کرنا چاہتا ہے تو اسے دعا کی اجازت (توفیق) مرحمت فرماتا ہے"۔ ابن عمرؓ ہی نبیِ کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ "جس کے لیے دعا کا دروازہ کھولا گیا، اس کے لیے رحمت کے دروازے کھولے گئے۔ ایک اور روایت میں ہے "تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا گیا (یعنی دعا کی توفیق دی گئی) اس کے لیے جنت کے دروازے کھولے گئے"۔ اس قسم کی روایات ائمہ اہلبیتؑ سے بھی مروی ہیں "جسے دعا دی گئی، اسے قبولیت دی گئی"۔ 'در منثور' ہی میں معاذ بن جبلؓ رسول کریمؐ سے روایت فرماتے ہیں کہ "اگر تمہیں صحیح معنوں میں معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے تو تمہاری دعاؤں سے پہاڑ ٹل جاتے"۔ اس میں یہ راز پنہاں ہے کہ خدا کے مقام ربوبیت، حاکمیت اور سلطنتِ مطلقہ سے ناواقفیت انسان کو اسباب پر اعتماد کی دعوت دیتی ہے اور اس طرح رفتہ رفتہ وہ یہ یقین کرنے لگتا ہے

کہ اسباب بھی حقیقی مؤثر ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اشیاء کے صدور کو اسباب ظاہری ہی کا نتیجہ گردانے لگتا ہے یا کم از کم یہ سمجھنے لگتا ہے کہ ان اسباب کا بڑا مقام ہے۔

مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ حرکت (چلنا) مقصد سے قریب کرتا ہے اور سفر منزل سے قریب کرنے کا سبب ہے۔ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ سفر کرنا واسطہ ہے اور اللہ ہی مؤثر ہے، لیکن ساتھ ساتھ سبب (سفر) کی بقا کا اعتقاد بھی برقرار رہتا ہے کہ اگر چلیں گے نہیں تو منزل کا قرب نہ ملے گا۔ بہر حال ہم مسببات کے خلاف نہیں اگرچہ اسباب صرف واسطہ ہوتے ہیں، مؤثر بالذات نہیں ہوتے۔ تاثیر واقعی صرف مسبب الاسباب (مراد خدا) سے ہوتی ہے لیکن ہمارا یہ وہم کہ اسباب بھی مؤثر ہیں، اللہ تعالیٰ کی عظمت، حاکمیت، سلطنت اور قدرت مطلقہ کے منافی ہے۔ یہی وہ وہم ہے جس کے باعث ہم اسباب عادیہ کے بغیر مسببات یا نتیجہ کے وجود ہی کو محال سمجھتے ہیں۔ سفر ہی منزل کا قرب، کھانے ہی سے سیری اور پانی سے ہی سیرابی کو لازمی سمجھتے ہیں۔

معجزات کی بحث میں بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور مسببات کے درمیان اسباب کا واسطہ حق ہے۔ جس سے مفر تو نہیں لیکن حوادث اور امور کے جاری ہونے کو اس پر منحصر سمجھنا درست نہیں۔ کیونکہ کتاب وسنت سے اسباب کا واسطہ ہونا تو ثابت ہے لیکن ان پر انحصار کو قرار دینا غلط ہے۔ البتہ محالات عقلی ہماری بحث سے خارج ہیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو چیز عادتاً محال ہو وہ محال ذاتی یا ناممکن نہیں ہوتی (بلکہ ان کا وجود میں آنا ممکن ہے۔) اسی لیے دعا ان امور میں بھی قبول ہوتی ہے۔ جیسا کہ انبیاء کرامؑ کے معجزات سے ثابت ہے جو ان کی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہیں۔

'تفسیر العیاشی' میں امام صادقؑ سے آیہء فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْ

منوابی (پس میری بات مانو اور مجھ پر بھروسہ رکھو) کی تفسیر منقول ہے کہ "اس بات پر ایمان رکھو کہ میں تم کو جو تم مانگتے ہو وہ دینے پر قادر ہوں"۔

'تفسیر مجمع البیان' میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ امامؑ نے فرمایا "ولیو منوابی" (مجھ پر بھروسہ رکھو) کا مفہوم ہے کہ "اس بات پر یقین رکھو کہ میں تمہاری تمام مرادیں پوری کرسکتا ہوں اور ہر سوال کو پورا کرسکتا ہوں۔ اور لَعَلَّکُمْ یَرْشُدُوْنَ (شاید وہ حق کو پالیں) کا مطلب یہ ہے کہ شاید وہ راہِ خدا کو پالیں یعنی خدا کی طرف رواں دواں ہوں۔ (یعنی خدا کی اطاعت، محبت اور اس کی رضامندی کے حاصل کرنے کو زندگی کا اصل مقصد بنالیں)۔

غلامی میں نہ کام آتی ہیں تدبیریں نہ تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
(اقبالؒ)

حضرت امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ "خدا نے یقین سے بڑی دولت کسی کو نہیں دی" (الحدیث) یعنی خدا کی سب سے بڑی عطا خدا، رسول، اصول دین کو عقل سے سمجھ کر دل سے پورا پورا یقین کرلینا ہے۔ یہ علم و معرفت کی معراج ہے۔ اس سے بلند اور کوئی علمی مقام ممکن نہیں۔

یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے

خداوندِ عالم نے امامتِ کبریٰ کا معیار ہی یقین کو قرار دیا ہے۔ فرمایا "۔۔ انہیں کچھ لوگوں پر امام مقرر کیا ہے جو ہمارے حکم سے لوگوں کی ہدایت کرتے ہیں، جب انہوں نے صبر کے جوہر دکھائے اور ہماری آیتوں دلیلوں پر یقین کیا" (قرآن)



Presented by Ziaraat.Com

علامہ اقبال کی دعا

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا ہوں
مرے مولا مجھے صاحب یقیں کر
شریکِ زُمرہ لا یحزنون کر

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

جب عقل ودل خدا کی وحدانیت وقدرت، رحمت اور عظمت پر یقین کرلیتے ہیں تو خدا کی اطاعت اور رضامندی حاصل کرنا ان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد بن جاتا ہے۔ یہی انسان کی تکمیل کا راز ہے۔ پھر اپنے اس فکری و قلبی یقین کی وجہ سے وہ خدا کی اطاعت پر قلبی طور پر مطمئن ہوجاتے ہیں۔ قرآن ان کو ''نفس مطمئنہ'' فرماتا ہے۔ پھر ان کے دل میں خدا سے محبت اور خدا کی عظمت کا احساس غلبہ پالیتا ہے۔ اسی محبت، معرفت کی وجہ سے وہ خدا پر بھروسہ کرکے خدا سے سچے دل سے دعائیں کرتے ہیں جو لازماً قبول ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے احکامات کو عملاً قبول کرتے ہیں، خدا ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

(اقبال)

DOT MANAGEMENT FOUNDATION ★ PAKISTAN
سبیل سکینہ سلام اللہ
www.ziaraat.com
www.shian-e-ali.com
...VA ISLAMIC LIBRARY

## اَلْمُنَاجَاتُ الْاَوَّلُ۔ مُنَاجَاتُ التَّائِبِيْنَ!

### (پہلی مناجات۔ توبہ کرنے والوں کی دعا)

اِلٰهِيْ اَلْبَسَتْنِي الْخَطَايَا ثَوْبَ مَذَلَّتِيْ، وَجَلَّلَنِي التَّبَاعُدُ مِنْكَ لِبَاسَ مَسْكَنَتِيْ، وَاَمَاتَ قَلْبِيْ عَظِيْمُ جِنَايَتِيْ، فَاَحْيِهٖ بِتَوْبَةٍ مِنْكَ يَا اَمَلِيْ وَبُغْيَتِيْ، وَيَا سُؤْلِيْ وَمُنْيَتِيْ، فَوَعِزَّتِكَ مَا اَجِدُ لِذُنُوْبِيْ سِوَاكَ غَافِرًا، وَلَا اَرٰى لِكَسْرِيْ غَيْرَكَ جَابِرًا وَقَدْ خَضَعْتُ بِالْاِنَابَةِ اِلَيْكَ وَعَنَوْتُ بِالْاِسْتِكَانَةِ لَدَيْكَ فَاِنْ طَرَدْتَنِيْ

اے میرے معبود خطاؤں نے مجھ کو میری(۱) ذلت کا لباس پہنا دیا ہے اور تجھ سے دُوری نے مجھے میری پریشانی کے کپڑے میں ڈھانک دیا ہے اور مُردہ کر دیا ہے میرے دل کو میرے گناہانِ کبیرہ نے، پس تو اس کو اپنی طرف(۲) سے توبہ(۳) قبول کر کے زندہ کر دے۔ اے میری اُمید(۴) و آرزو اور میری خواہش و تمنا (خدائے تعالیٰ)! تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ میں کسی کو تیرے سوا اپنے گناہوں کا بخشنے والا نہیں پاتا اور نہ تیرے غیر کو اپنی شکستگی کا درست کرنے والا سمجھتا(۵) ہوں اور میں تیری طرف رجوع کر کے رو رہا(۶) ہوں اور تیرے سامنے رُک کر تضرع و زاری(۷)

---

(۱) "میری ذلت" اور "میری پریشانی" کے فقروں میں 'ذلت' اور 'پریشانی' کا اپنی جانب انتساب کر کے اس امر کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ گناہوں کی وجہ سے یہ ذلت اور پریشانی میری ذات کا جزو لاینفک بن چکی ہے اور میری زندگی کا ایسا حصہ بن گئی ہے جسے میں اپنی ہستی سے الگ کوئی چیز تصور نہیں کرتا۔

(۲) یعنی اپنے تفضل سے۔ (۳) یعنی میری توبہ۔

(۴) یعنی اے میری امیدوں، آرزوؤں، خواہشوں اور تمناؤں کے مرکز۔

(۵) لا اریٰ کا مفہوم جس کے لفظی معنی ہیں "میں نہیں دیکھتا"۔

(۶) خضعت کا ترجمہ خضوع و خشوع کر رہا ہوں۔

(۷) عنوت کے لغوی معنی تکلیف اٹھا رہا ہوں، درد مند ہوں مراد تضرع و زاری کر رہا ہوں۔

مِنْ بَابِكَ فَبِمَنْ أَلُوذُ وَإِنْ رَدَدْتَنِي عَنْ جَنَابِكَ فَبِمَنْ أَعُوذُ فَوَا أَسَفَاهُ مِنْ خَجْلَتِي وَافْتِضَاحِي وَوَا لَهْفَاهُ مِنْ سُوْءِ عَمَلِي وَاجْتِرَاحِي أَسْأَلُكَ يَا غَافِرَ الذَّنْبِ الْكَبِيرِ، وَيَا جَابِرَ الْعَظْمِ الْكَسِيرِ، أَنْ تَهَبَ لِي مُوبِقَاتِ الْجَرَائِرِ، وَتَسْتُرَ عَلَيَّ فَاضِحَاتِ السَّرَائِرِ وَلَا تُخْلِنِي فِي مَشْهَدِ الْقِيَامَةِ مِنْ بَرْدِ عَفْوِكَ وَغَفْرِكَ وَلَا تُعْرِنِي مِنْ جَمِيلِ صَفْحِكَ وَسَتْرِكَ إِلٰهِي ظَلِّلْ عَلَى ذُنُوبِي

کر رہا ہوں پس اگر تم نے مجھے اپنے در سے ہٹا دیا تو پھر میں کس کے پاس پناہ لوں گا اور اگر تو نے مجھے اپنے دربار سے واپس کر دیا تو پھر کس کی حفاظت میں رہوں گا۔ پس کتنی افسوسناک ہے میری شرمندگی اور رسوائی اور کس قدر حسرتناک ہے میری بدعملی اور بدکرداری! پس سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے اے بڑے گناہ[1] کے بخشنے والے اور اے ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے والے![2] یہ کہ بخش دے میرے مہلک[3] گناہوں کو اور میرے رسوا کرنے والے رازوں[4] کی پردہ پوشی کر اور مت جدا کرنا مجھ کو قیامت میں حاضری[5] کے موقع پر اپنی معافی اور اپنی مغفرت کی چادر سے اور مت علیحدہ کرنا مجھ کو[6] اپنی پسندیدہ درگزر اور جائے[7] پناہ سے۔ اے میرے معبود سایہ فگن کر میرے گناہوں پر

---

(۱) ظاہری الفاظ سے یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ چھوٹا گناہ نہیں بخشتا یا نعوذ باللہ اس کا بخشنا اس کے حدود اختیار سے باہر ہے۔ مگر در حقیقت یہ مطلب نہیں بلکہ مراد کامل یہ ہے کہ وہ بڑے سے بڑے گناہ کو بخش دیتا ہے۔

(۲) یعنی یہ سوال کرتا ہوں اور مانگتا ہوں۔

(۳) یعنی صرف معمولی گناہ ہی نہیں بلکہ مہلک اور عظیم گناہ بھی بخش دے۔

(۴) یعنی افعال قبیحہ جن کا اظہار موجب رسوائی ہے۔

(۵) مشہد کے معنی حاضر ہونے کی جگہ اور مقام اور وقت۔

(۶) یعنی قیامت میں حاضری کے وقت۔

(۷) ستر کے لغوی معنی پردہ اور چادر جس میں کسی کو چھپایا جاتا ہے۔ مراد پناہ اور جائے پناہ۔



Presented by Ziaraat.Com

| | |
|---|---|
| بِجَنَابِكَ وَتَرَحُّمِكَ . لَدَيْكَ | پاس تیری بخشش اور کرم کو اور وسیلہ بنایا ہے میں |
| فَاسْتَجِبْ دُعَائِي وَلَا تُخَيِّبْ فِيكَ | نے تیری طرف تیری مہربانی اور تیرے رحم و فضل |
| رَجَائِي وَتَقَبَّلْ تَوْبَتِي وَكَفِّرْ | کو پس میری پکار کو قبول کر اور نا کام (۱) نہ کر اپنے |
| خَطِيئَتِي بِمَنِّكَ وَرَحْمَتِكَ يَا | بارے میں میری اُمید کو اور میری توبہ قبول فرما اور |
| أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ. | میرے گناہ کو محو کر دے اپنے احسان اور اپنی رحمت سے، اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔ |

(۱) یعنی یہ کہ میں تیرے متعلق یہ اُمید رکھتا ہوں کہ تو میرا گناہ معاف کر دے گا تو میری اس اُمید کو نا اُمیدی سے نہ بدل دینا۔



Presented by Ziaraat.Com

## اَلْمُنَاجَاتُ الثَّانِيْ۔ مُنَاجَاتُ الشَّاكِيْنَ!

(دوسری مناجات۔ شکوہ(۱) کرنے والوں کی دعا)

إِلٰهِيْ إِلَيْكَ أَشْكُوْ نَفْسًا بِالسُّوْءِ أَمَّارَةً وَإِلَى الْخَطِيئَةِ مُبَادِرَةً. وَبِمَعَاصِيكَ مُوْلَعَةً، وَلِسَخَطِكَ مُتَعَرِّضَةً، تَسْلُكُ بِيْ مَسَالِكَ الْمَهَالِكِ، وَتَجْعَلُنِيْ عِنْدَكَ أَهْوَنَ هَالِكٍ، كَثِيْرَةَ الْعِلَلِ طَوِيْلَةَ الْأَمَلِ، إِنْ مَسَّهَا الشَّرُّ تَجْزَعُ، وَإِنْ مَسَّهَا الْخَيْرُ تَمْنَعُ، مَيَّالَةً إِلَى اللَّعِبِ وَاللَّهْوِ، مَمْلُوَّةً بِالْغَفْلَةِ وَالسَّهْوِ، تُسْرِعُ بِيْ إِلَى الْحَوْبَةِ، وَتُسَوِّفُنِيْ بِالتَّوْبَةِ. إِلٰهِيْ أَشْكُوْ

اے میرے معبود! میں تجھ سے (اپنے) نفس کی شکایت کرتا ہوں، جو برائی کا(۲) بار بار حکم دیتا ہے اور ذاتی خواہش کا تابع ہے اور گناہ کی طرف جھپٹتا(۳) رہتا ہے اور تیری نافرمانیوں پر حریص ہے اور تیری ناراضی کے درپے ہے۔ وہ (نفس) مجھ کو ہلاکت(۴) کے راستوں پر چلاتا ہے اور اس(۵) نے مجھے تیرے نزدیک بہت ہی ذلیل(۶) ہلاک ہونے والا بنا دیا ہے۔ وہ (نفس) بہت(۷) سی بیماریوں میں مبتلا ہے لمبی(۸) آرزوؤں والا ہے۔ اگر اسے برائی(۹) چھو بھی جاتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور اگر اسے بھلائی پہنچتی ہے تو چپ رہتا ہے۔ کھیل کود کی طرف بہت مائل ہے۔ غفلت(۱۰) اور بھول چوک سے بھرا ہوا ہے۔ تیزی کے ساتھ لے جاتا ہے مجھ کو موت کی جانب اور توبہ

---

(۱) ان لوگوں کی دعا جو بارگاہ رب العزت میں اپنے نفس امارہ اور شیطان کی شکایت کرتے ہیں۔

(۲) اَمَّارَۃً کے لغوی معنی ہیں بہت حکم دینے والا۔ زیادہ حکم دینے والا امر او پے در پے اور بار بار حکم دینے والا۔

(۳) مُبَادِرَۃً تیزی کے ساتھ ساتھ اور جلدی جلدی بڑھنے والا۔

(۴) گناہوں کی طرف بڑھتا ہے جو قلب و ضمیر یک انسانیت کو مردہ کر دیتے ہیں۔

(۵) تجعلنی کی ضمیر واحد مونث کا ترجمہ۔

(۶) ایسا مردہ جو بہت ذلتیں اٹھا کر مرا ہو۔ خدائے تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ ذلیل کون ہوگا جس کا دل کثرت عصیاں کے باعث مردہ ہو چکا ہو۔

(۷) طرح طرح کے گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔

(۸) حریص و طماع ہے۔

(۹) مراد تکلیف و زحمت۔

(۱۰) یعنی اعمال صالحہ سے غفلت برتتا ہے اور گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔



Presented by

إِلَيْكَ عَدُوّاً يُضِلُّنِي، وَشَيْطَاناً يَغْوِيْنِي، قَدْ مَلَأَ بِالْوَسْوَاسِ صَدْرِي، وَأَحَاطَتْ هَوَاجِسُهُ بِقَلْبِي يُعَاضِدُ لِيَ الْهَوَى، وَيُزَيِّنُ لِي حُبَّ الدُّنْيَا، وَيَحُوْلُ بَيْنِي وَبَيْنَ الطَّاعَةِ وَالزُّلْفَى. إِلٰهِي إِلَيْكَ أَشْكُوْ قَلْباً قَاسِيًا مَعَ الْوَسْوَاسِ مُتَقَلِّبًا، وَبِالرَّيْنِ وَالطَّبْعِ مُتَلَبِّسًا، وَعَيْنًا عَنِ الْبُكَاءِ مِنْ خَوْفِكَ جَامِدَةً وَإِلَى مَا تَسُرُّهَا طَامِحَةً. إِلٰهِي لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِقُدْرَتِكَ، وَلَا نَجَاةَ لِي مِنْ مَكَارِهِ الدُّنْيَا إِلَّا بِعِصْمَتِكَ، فَأَسْأَلُكَ بِبَلَاغَةِ حِكْمَتِكَ، وَنَفَاذِ

میں مجھ سے تاخیر کراتا ہے۔ اے میرے معبود! میں تجھ سے شکایت کرتا ہوں ایسے دشمن کی جو مجھے بھٹکاتا ہے اور ایسے شیطان کی جو مجھے کجروی میں مبتلا کرتا ہے۔ اس(۱) نے میرے سینے کو وسوسوں سے بھر دیا ہے اور اس کے شبہات نے میرے دل کو گھیر لیا ہے (وہ) قوت دیتا ہے میری خواہش کو اور آراستہ کر کے لاتا ہے میرے سامنے دنیا کی محبت کو اور میرے(۲) اور عبادت و تقرب الٰہی کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اے میرے معبود! میں تجھ سے شکایت کرتا ہوں اس دل کی جو سخت (ہو گیا) ہے وسوسوں میں کروٹیں لے رہا ہے اور گندگی اور نجاست میں بدل گیا ہے اور (اسے) اپنا شعار بنا لیا ہے اور (شکایت کرتا ہوں) اس آنکھ(۳) کی جو تیرے خوف سے رونے کے معاملے میں پتھرائی (۴) ہوئی ہے اور اس چیز کی طرف پھیلی (۵) ہوئی ہے جو اسے بھلی لگتی ہے۔ اے میرے معبود! نہیں ہے میرے لیے قوت اور نہ طاقت مگر تیری قدرت سے(۶) اور نہیں ہے میرے لیے دنیا کی

---

(۱) مطلب یہ ہے کہ اس نے میرے سینے کو وسوسے سے بھر دیا۔
(۲) یعنی مجھے عبادت کے پاس نہیں جانے دیتا اور تقرب الٰہی کے کاموں میں مشغول ہونے سے روکتا ہے۔
(۳) 'اشکو' کا دوسرا مفعول ہے یعنی اشکو عیناً، میں اس آنکھ کی شکایت کرتا ہے۔
(۴) یعنی تیرے خوف سے ایک آنسو نہیں بہاتی۔
(۵) یعنی راغب و مائل ہے۔
(۶) یعنی تو چاہے تو اپنی قدرت سے مجھے اتنا طاقتور بنا سکتا ہے کہ میں نفس اور شیطان پر غالب آ جاؤں۔

مَشِيَّتِكَ أَنْ لَا تَجْعَلَنِيْ لِغَيْرِ جُوْدِكَ مُتَعَرِّضًا، وَلَا تُصَيِّرَنِيْ لِلْفِتَنِ غَرَضًا، وَكُنْ لِيْ عَلَى الْاَعْدَاءِ نَاصِرًا، وَعَلَى الْمَخَازِيْ وَالْعُيُوْبِ سَاتِرًا، وَمِنَ الْبَلَاءِ وَاقِيًا، وَعَنِ الْمَعَاصِيْ عَاصِمًا، بِرَأْفَتِكَ وَرَحْمَتِكَ يَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

مکروہات سے نجات مگر تیری ہی (۱) حفاظت کی صورت میں پس میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیری حکمت (۲) بالغہ اور مشیت جاریہ (۳) کا واسطہ (۴) دے کر یہ کہ مجھ کو اپنے ماسوا کی بخشش کے درپے مت قرار دے اور مجھ کو فتنوں (۵) کا نشانہ نہ بنا اور دشمنوں کے مقابلے (۶) پر میرا مددگار (۷) اور برائیوں اور رسوائیوں کے برخلاف (میرا) پردہ پوش، اور بلاؤں سے بچانے والا اور گناہوں سے حفاظت کرنے والا بن جا (۸) اپنی مہربانی اور رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

---

(۱) یعنی تو مجھے برائیوں سے محفوظ رہنے کی توفیق دے تو میں دنیا کی مکروہات سے نجات پا سکتا ہوں۔
(۲) یعنی حکمت کاملہ۔
(۳) ایسی مشیت جو تمام کائنات پر نافذ و جاری ہے۔
(۴) 'ب' کا ترجمہ جو 'بالغ' سے پہلے آئی۔
(۵) قرآن پاک میں آیا ہے 'المال والبنون فتنۃ الحیٰوۃ الدنیا' یعنی مال اور اولاد دنیا کی زندگی کے لیے فتنے ہیں۔ بنابریں دعا کے کلمات سے یہ مطلب ہے کہ مجھے مال اور اولاد کی فکر میں مبتلا کر کے جو عبادت و اطاعت سے غافل بنا دیتی ہے۔
(۶) 'علیٰ' کا ترجمہ جو کہ برخلاف کے معنی میں ہے۔
(۷) 'کُن' کا مفہوم (بن جا) دو سطروں کے بعد ہے۔
(۸) یہ 'کُن' کا ترجمہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔



Presented by Ziaraat.Com

## اَلْمُنَاجَاتُ الثَّالِثُ۔ مُنَاجَاتُ الْخَائِفِیْنَ
### (تیسری مناجات۔ خوفِ خدا رکھنے والوں کی دعا)

إِلٰهِیْ أَتَرَاكَ بَعْدَ الْإِیْمَانِ بِكَ تُعَذِّبُنِیْ، أَمْ بَعْدَ حُبِّیْ إِیَّاكَ تُبَعِّدُنِیْ أَمْ مَعَ رَجَائِیْ لِرَحْمَتِكَ وَصَفْحِكَ تَحْرِمُنِیْ، أَمْ مَعَ اسْتِجَارَتِیْ بِعَفْوِكَ تُسْلِمُنِیْ؟ حَاشَا لِوَجْهِكَ الْكَرِیْمِ أَنْ تُخَیِّبَنِیْ، لَیْتَ شِعْرِیْ، أَلِلشَّقَاءِ وَلَدَتْنِیْ أُمِّیْ، أَمْ لِلْعَنَاءِ رَبَّتْنِیْ؟ فَلَیْتَهَا لَمْ تَلِدْنِیْ وَلَمْ تُرَبِّنِیْ، وَلَیْتَنِیْ عَلِمْتُ أَمِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ جَعَلْتَنِیْ؟ وَبِقُرْبِكَ

اے میرے معبود کیا خیال(۱) جائے گا تیرے لئے، تجھ پر میرے ایمان لانے کے بعد کہ (۲) تو مجھ پر عذاب کرے گا؟ یا مخصوص تجھ ہی سے میرے محبت کرنے کے بعد تو مجھے دور کر دے گا(۳)؟ یا مجھے تیری رحمت اور تیری درگزر کی اُمید ہوتے ہوئے تو مجھے محروم کر دے گا؟ یا تیرے عفو کی پناہ چاہنے کے بعد تو مجھے ذلیل کر دے گا؟ نہیں(۴) تیری کرم کرنے والی ذات سے یہ بعید ہے کہ تو مجھے محروم کر دے۔ کاش میں سمجھ سکتا کہ کیا میری ماں نے مجھ کو بدبختی کے لیے پیدا کیا ہے یا تکلیفوں کے لیے میری پرورش کی ہے!(۵) پس وہ (ماں) مجھے پیدا نہ کرتی اور نہ پالتی! اور کاش کہ میں یہ جانتا ہوتا کہ کیا تو نے مجھ کو خوش قسمتوں (۶) میں سے قرار دیا

---

(۱) 'ترٰی' کے لغوی معنی ہیں 'دیکھا جائے گا' تو یعنی تجھے اس نظر سے کوئی دیکھے گا یا تیرے متعلق یہ رائے یا خیال قائم کرے گا۔

(۲) استفہام انکاری ہے مطلب یہ ہے کہ تو مومن پر عذاب نہیں کرے گا۔

(۳) یہ اور اس کے بعد کا جملہ بھی استفہام انکاری ہے۔

(۴) حاشا کا ترجمہ نہیں تیری ذات سے بعید ہے۔

(۵) یعنی اگر یہ جان لیتا کہ میں بدبختی اور تکالیف کے لیے پیدا کیا ہوں تو ایسی صورت میں یہ تمنا کرتا کہ کاش۔

(۶) 'السُّعَدَاء' کے معنی خوش قسمت لوگ یا وہ لوگ جو نیکوکار ہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

وَجَوَارِكَ خَصَصْتَنِي؛ فَتَقَرَّ بِذٰلِكَ عَيْنِي، وَتَطْمَئِنَّ لَهُ نَفْسِي. إِلٰهِي هَلْ تُسَوِّدُ وُجُوْهًا خَرَّتْ سَاجِدَةً لِعَظَمَتِكَ؛ أَوْ تُخْرِسُ أَلْسِنَةً نَطَقَتْ بِالثَّنَآءِ عَلٰى مَجْدِكَ وَجَلَالَتِكَ؛ أَوْ تَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبٍ انْطَوَتْ عَلٰى مَحَبَّتِكَ أَوْ تُصِمُّ أَسْمَاعًا تَلَذَّذَتْ بِسَمَاعِ ذِكْرِكَ فِيْ إِرَادَتِكَ؛ أَوْ تَغُلُّ أَكُفًّا رَفَعَتْهَا الْآمَالُ إِلَيْكَ رَجَآءَ رَأْفَتِكَ؛ أَوْ

ہے اور اپنی نزدیکی اور اپنے تقرب سے مجھ کو مخصوص کر دیا ہے تو اس سے ٹھنڈی ہو جاتی میری آنکھ اور مطمئن ہو جاتا اس (علم) سے میرا دل۔ اے میرے معبود! کیا تو ان چہروں کو (۱) سیاہ کرے گا جو تیری بزرگی کا اعتراف (۲) کر کے سجدے میں گرتے ہیں (۳)؟ یا گونگا کر دے گا ان زبانوں کو جو گویا ہوئی ہیں تیری بزرگی اور جلالت کی تعریف (۴) میں؟ یا تو ان دلوں پر (۵) مہر لگائے گا جو تیری محبت میں لپٹے ہوئے ہیں؟ یا تو ان کانوں کو بہرا کر دے گا جو تیرے اس (۶) طرح کے ذکر کو سن کر لذت پاتے ہیں جس طرح (وہ ذکر) تیرے ارادے میں ہے؟ جو یا تو ان ہاتھوں کو شل کر دے گا جنہیں آرزوؤں نے تیری

---

(۱) قیامت کی خبروں میں بتایا گیا ہے کہ اس روز بدکاروں کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ دعا کے مذکورہ جملے میں اسی کی جانب اشارہ ہے۔

(۲) 'لِعَظَمَتِكَ' میں 'لِ' کا ترجمہ۔

(۳) استفہام انکاری ہے۔ یعنی تو ان چہروں کو سیاہ نہیں کرے گا۔

(۴) یہ بھی استفہام انکاری ہے یعنی تو ان زبانوں کو گونگا نہیں کرے گا۔

(۵) کثرت معصیاں کے باعث جن لوگوں کے دل اتنے سیاہ ہوتے ہیں کہ پھر وہ کسی طرح حق کی طرف مائل اور باطل سے روگرداں نہیں ہوتے تو پھر ان سے خدائے تعالیٰ اپنی توفیق ہمیشہ کے لیے سلب کر لیتا ہے۔ کلام پاک میں اس مفہوم کو 'دلوں پر مہر لگا دینے' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ) زیر نظر دعا میں بھی دلوں پر مہر لگانے سے یہی مراد ہے اور یہ جملہ استفہام انکاری کے طور پر ہے۔

(۶) مطلق ذکر کئی طرح سے ہو سکتا ہے۔ مثلاً نیکی کے ساتھ یا برائی کے ساتھ یا ان اوصاف کے ساتھ جو اسلام نے خدائے تعالیٰ کے لیے بتائے ہیں یا ان اوصاف کے ساتھ جو خدائے تعالیٰ میں نہیں پائے جاتے۔ دعا کے زیر نظر جملے میں 'ذکرك' کو 'فی ارادتك' کے ساتھ مقید کر کے یہ ظاہر کر دیا کہ خدائے تعالیٰ کا ذکر اس طرح موجب ثواب ہے جس طرح کہ وہ اپنا ذکر چاہتا ہے اور مطلق ذکر موجب ثواب و اجر نہیں۔

تُعَاقِبُ أَبْدانًا عَمِلَتْ بِطَاعَتِكَ حَتّٰى نَحِلَتْ فِيْ مُجَاهَدَتِكَ، أَوْ تُعَذِّبُ أَرْجُلًا سَعَتْ فِيْ عِبَادَتِكَ. إِلٰهِيْ لَا تُغْلِقْ عَلٰى مُوَحِّدِيْكَ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَلَا تَحْجُبْ مُشْتَاقِيْكَ عَنِ النَّظَرِ إِلٰى جَمِيْلِ رُؤْيَتِكَ. إِلٰهِيْ نَفْسٌ أَعْزَزْتَهَا بِتَوْحِيْدِكَ، كَيْفَ تُذِلُّهَا بِمَهَانَةِ هِجْرَانِكَ وَضَمِيْرٌ انْعَقَدَ عَلٰى مَوَدَّتِكَ كَيْفَ تُحْرِقُهُ بِحَرَارَةِ نِيْرَانِكَ. إِلٰهِيْ أَجِرْنِيْ مِنْ أَلِيْمِ غَضَبِكَ وَعَظِيْمِ سَخَطِكَ، يَا

طرف تیری مہربانی کی امید میں بلند کیا ہے؟ یا تو عتاب کرے گا ان جسموں پر جنہوں نے تیری اطاعت پر عمل کیا ہے یہاں تک کہ وہ لاغر ہو گئے ہیں تیری راہ میں جہادِ نفس(۱) کر کے؟ یا عذاب کرے گا تو ان قدموں پر جو تیری عبادت (کی راہ) میں دوڑے(۲) ہیں؟ اے میرے معبود! مت بند کرنا اپنے ایک ماننے والوں پر اپنی رحمت کے دروازے اور اپنے مشتاقوں کو اپنی خوبروئی(۳) کی طرف دیکھنے سے نہ روکنا۔ اے میرے معبود! (مجھے یقین ہے کہ) وہ نفس جسے تو نے اپنی توحید کے ساتھ معزز کیا ہے، اُسے کس طرح ذلیل کر سکتا ہے اپنے سے جدا کر کے؟ اور وہ ضمیر (دل) جو تیری محبت میں استوار(۴) ہے اسے تو اپنی آگ کی گرمی(۵) سے کس طرح جلائے گا(۶)؟ اے میرے معبود! پناہ میں رکھ مجھ کو اپنے دردناک غصہ اور بڑی(۷) ناراضگی سے۔ اے

(۱) فِيْ مُجَاهَدَتِكَ کے لفظی معنی ہیں "تیرے مجاہدے میں" مراد یہ ہے کہ تیری راہ میں جہادِ نفس کر کے۔
(۲) یعنی جنہوں نے تیری عبادت ادا کرنے کے لیے پر اشتیاق تیزی کے ساتھ راستہ طے کیا ہے۔ مثلاً مساجد و معابد میں گئے ہیں یا حج کے لیے سفر کیا ہے۔
(۳) جمیل رویتک کا ترجمہ۔ یعنی جو تجھے ایک مانتے ہیں۔
(۴) انعقد کا مفہوم۔ (۵) مراد آتشِ دوزخ۔
(۶) استفہام انکاری یعنی جس نفس کو تیری توحید کے اقرار نے عزت بخشی ہے اور جس دل میں تیری محبت ہے اسے تو روزِ قیامت نہ ذلیل کرے گا اور نہ آتشِ دوزخ میں جلائے جانے کا حکم دے گا۔
(۷) اشتباہ ہوتا ہے کہ دعا کرنے والا (نعوذ باللہ) خدائے تعالیٰ کی چھوٹی اور معمولی ناراضگی سے محفوظ رہنے کا خواہشمند نہیں۔ دراصل ایسا نہیں ہے بلکہ ان کلمات سے اس کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ناراضگی تھوڑی ہو یا بہت بہرحال عظیم ہے۔

حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا رَحِيْمُ يَا رَحْمٰنُ، يَا جَبَّارُ يَا قَهَّارُ، يَا غَفَّارُ يَا سَتَّارُ، نَجِّنِي بِرَحْمَتِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَفَضِيْحَةِ الْعَارِ، إِذَا امْتَازَ الْاَخْيَارُ مِنَ الْاَشْرَارِ، وَحَالَتِ الْاَحْوَالُ، وَهَالَتِ الْاَهْوَالُ وَقَرُبَ الْمُحْسِنُوْنَ، وَبَعُدَ الْمُسِيْؤُوْنَ "وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ".

بار بار(۱) مہربانی کرنے والے۔ اے متواتر احسان کرنے والے۔ اے مخصوص بندوں(۲) پر رحم کرنے والے! اے رحمتِ عامہ رکھنے والے! اے درحتیاں(۳) اور اصلاح کرنے والے، اے غالب! اے پردہ پوش! نجات دے مجھ کو اپنی رحمت کے پیش نظر(۴) دوزخ کے عذاب سے اور ذلت کی رسوائی سے، جبکہ جدا(۵) ہو جائیں گے۔ نیک بندے شریر اور بدلوگوں سے اور تبدیل ہو جائیں گے حالات اور ہیبت ناک ہو جائیں گے مخطرات(۶) اور اندیشے اور نیک بندے تقرب حاصل کریں گے اور بدکار دور ہو جائیں گے اور ہر نفس کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا مگر ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

---

(۱) مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے لغوی معنی ہیں بہت مہربانی کرنے والا۔ ظاہر ہے کہ جو بہت مہربانی کرے گا اس کی مہربانیاں پے در پے اور بار بار ہوں گی۔

(۲) رحیم اور رحمان دونوں کے معنی رحم کرنے والے کے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ صفتِ رحیم مخصوص بندوں سے اور صفتِ رحمٰن عام بندوں سے متعلق ہے۔

(۳) جبار، الجبر سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں درست کرنا اور اصلاح کرنا یہ کسر (توڑنا) کی ضد ہے نہ کہ اختیار کی۔

(۴) برحمتک کی ب کا ترجمہ۔

(۵) یعنی روز قیامت جبکہ بروں اور بھلوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا اور سب کو معلوم ہو جائے گا کہ کون برا ہے اور کون بھلا۔

(۶) یعنی عتاب الٰہی کے جو اندیشے اور خطرے پہلے سے اپنے اعمال کے پیش نظر لگے ہوئے ہیں وہ الٰہی فیصلہ کے بعد ہیبت ناک صورت میں سامنے آ جائیں گے۔



Presented by Ziaraat.Com

## اَلْمُنَاجَاتُ الرَّابِعُ۔ مُنَاجَاتُ لِلرَّاجِيْنَ

## (چوتھی مناجات۔ امیدواروں کی دعا)

يَا مَنْ إِذَا سَأَلَهُ عَبْدٌ أَعْطَاهُ وَإِذَا أَمَّلَ مَا عِنْدَهُ بَلَّغَهُ مُنَاهُ وَإِذَا أَقْبَلَ عَلَيْهِ قَرَّبَهُ وَأَدْنَاهُ وَإِذَا جَاهَرَهُ بِالْعِصْيَانِ سَتَرَ عَلَى ذَنْبِهِ وَغَطَّاهُ وَإِذَا تَوَكَّلَ عَلَيْهِ أَحْسَبَهُ وَكَفَاهُ إِلٰهِيْ مَنِ الَّذِيْ نَزَلَ بِكَ مُلْتَمِسًا قِرَاكَ فَمَا قَرَيْتَهُ؟ وَمَنِ الَّذِيْ أَنَاخَ بِبَابِكَ مُرْتَجِيًا نَدَاكَ فَمَا أَوْلَيْتَهُ؟ أَيَحْسُنُ أَنْ

اے وہ (معبود) کہ جب (بھی) اس سے بندے نے مانگا ہے تو اس نے اسے عطا کیا ہے اور جب اس (بندے) نے اس (معبود) سے وہ چیز (۱) مانگی ہے جو اسکے پاس ہے تو اس (معبود) نے اسے اس کی آرزو تک پہنچا دیا ہے اور جب وہ (بندہ) اس کی جانب بڑھا (۲) تو اس (معبود) نے اسے تقرب دیا ہے اور قریب بلایا ہے اور جب اس (بندے) نے اسکی کھلی نافرمانی (۳) کی ہے تو اس (معبود) نے اس کے گناہ کو چھپایا ہے اور اس پر پردہ ڈال دیا ہے اور جبکہ اس (بندے) نے اس پر بھروسا (۴) کیا ہے تو اس (معبود) نے اس کی کفایت کی اور پوری کفایت کی۔ اے میرے معبود! ایسا کون ہے (۵) جو تیرے

---

(۱) ظاہراً اشتباہ ہوتا ہے کہ کچھ ایسی بھی چیزیں ہوں گی جو (نعوذ باللہ) خدائے تعالیٰ کے پاس نہیں مگر غور کیا جائے تو جملے کا مفہوم اس سے بالکل مختلف ہے۔ مراد قائل یہ ہے کہ جب بندۂ خدائے تعالیٰ سے وہ چیز طلب کرتا ہے جو اس کے پاس ہے یعنی اسی کے پاس ہے اور بندے کے پاس نہیں ہے۔

(۲) یعنی جس نے خضوع و خشوع اور صدق دل سے عبادت کی ہے اسے ضرور تقرب حاصل ہو گیا۔

(۳) یعنی انسان بڑی دلیری کے ساتھ گناہ پر گناہ کرتا ہے مگر خدائے تعالیٰ کبھی اس کا پردہ چاک نہیں کرتا اور اس کے گناہ کو طشت از بام کر کے رسوا نہیں کرتا۔

(۴) یعنی جو بندہ خدائے تعالیٰ پر اس طرح بھروسا کر لیتا ہے کہ پھر ماسوا اللہ سے اس کے دل میں ذرہ بھر امید باقی نہیں رہتی تو پھر خدائے تعالیٰ اس بندہ کی ضرور مدد فرماتا ہے۔

(۵) یعنی ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔



Presented by Ziaraat.Com

أَرْجِعَ عَنْ بَابِكَ بِالْخَيْبَةِ مَصْرُوفًا.
وَلَسْتُ أَعْرِفُ سِوَاكَ مَوْلًى
بِالْإِحْسَانِ مَوْصُوفًا كَيْفَ أَرْجُو
غَيْرَكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدِكَ!
وَكَيْفَ أُؤَمِّلُ سِوَاكَ وَالْخَلْقُ
وَالْأَمْرُ لَكَ! أَأَقْطَعُ رَجَائِي مِنْكَ
وَقَدْ أَوْلَيْتَنِي مَا لَمْ أَسْأَلْهُ مِنْ
فَضْلِكَ! أَمْ تُفْقِرُنِي إِلَى مِثْلِي وَأَنَا
أَعْتَصِمُ بِحَبْلِكَ يَا مَنْ سَعِدَ
بِرَحْمَتِهِ الْقَاصِدُونَ، وَلَمْ يَشْقَ
بِنِقْمَتِهِ الْمُسْتَغْفِرُونَ، كَيْفَ

پاس آیا تیری میزبانی کا خواہشمند بن کر اور تو نے اس کی میزبانی نہ کی؟ اور وہ کون ہے (۱) جو تیرے دروازے پر ٹھہرا (۲) تیری عطا کا امیدوار ہو کر اور تو نے اس پر عطا (۳) نہ کی؟ کیا اچھی ہے یہ بات کہ لوٹ جاؤں میں تیرے دروازے سے محرومی کے ساتھ۔ حالانکہ میں نہیں پہچانتا تیرے علاوہ کسی آقا کو جو احسان کی صفت سے متصف ہو؟ کیونکر امید کر سکتا ہوں میں تیرے غیر سے حالانکہ کل کی کل بھلائی تیرے قبضے (۴) میں ہے۔ اور کس طرح میں تیرے ماسوا کا امیدوار بن سکتا ہوں جبکہ (۵) خلق (۶) اور امر (۷) تجھ ہی سے مختص ہیں۔ کیا میں تجھ سے اپنی امید منقطع کر دوں جبکہ تو نے وہ چیز (۸) (بھی) جسے میں نے تجھ سے نہیں مانگا تھا، اپنے فضل سے مجھے عطا کی ہے؟ کیا محتاج بنائے گا تو مجھے مجھ جیسے (دوسرے انسان) کا جبکہ میں تیری رسی (۹) ہی کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے

---

(۱) یہ بھی استفہام انکاری ہے۔ یعنی ایسا کوئی نہیں ہے۔
(۲) 'اناخ' کے لغوی معنی 'اونٹ بٹھایا' مطلب یہ ہے کہ 'آیا'
(۳) یعنی ضرور عطا کی ہے۔
(۴) یعنی جب کہ میں یہ بات جانتا ہوں کہ کل بھلائیاں تیرے ہی قبضے میں ہیں تو پھر تیرے غیر سے مجھے کیا امید ہو سکتی ہے۔
(۵) واؤ کا ترجمہ جو کہ حالیہ ہے۔
(٦) ایسے اجزاء سے جو کہ پہلے سے موجود ہوں، ترکیب دے کر کسی جسم کو وجود میں لانا خلق کہلاتا ہے۔
(۷) کتم عدم سے کسی شے کو وجود میں لانا تا کہ وہ آئندہ وجود میں لائی جانے والی اشیاء کا جزو بن سکے امر کہلاتا ہے۔
(۸) ہمزہ استفہام کا ترجمہ۔
(۱) یعنی جسم، اس کے اعضاء، ہوا، پانی اور رزق وغیرہ۔
(۹) یعنی تیری شریعت سے وابستہ ہوں اور تیرے علاوہ کسی دوسرے سے عقیدت نہیں رکھتا۔



Presented by Ziaraat.Com

أَنْسَاكَ وَلَمْ تَزَلْ ذَاكِرِيْ؟! وَكَيْفَ أَلْهُوْ عَنْكَ وَأَنْتَ مُرَاقِبِيْ. إِلٰهِيْ بِذَيْلِ كَرَمِكَ أَعْلَقْتُ يَدِيْ، وَلِنَيْلِ عَطَايَاكَ بَسَطْتُ أَمَلِيْ فَأَخْلِصْنِيْ بِخَالِصَةِ تَوْحِيْدِكَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ صَفْوَةِ عَبِيْدِكَ. يَامَنْ كُلُّ هَارِبٍ إِلَيْهِ يَلْتَجِئُ، وَكُلُّ طَالِبٍ إِيَّاهُ يَرْتَجِيْ، يَا خَيْرَ مَرْجُوٍّ، وَيَا أَكْرَمَ مَدْعُوٍّ، وَيَا مَنْ لَّا يَرُدُّ سَآئِلَهُ وَلَا يُخَيِّبُ آمِلَهُ، يَا مَنْ بَابُهُ مَفْتُوْحٌ

ہوں۔ اے وہ (معبود) جس کی رحمت سے سیدھی راہ(۱) پر چلنے والے نیک بخت ہوئے اور مغفرت طلب کرنے والے، جس کے انتقام (۲) سے بد بخت نہ بنے۔ (بھلا) کس طرح میں تجھے بھلا دوں جبکہ تو ہمیشہ مجھے (۳) یاد رکھتا ہے اور کیونکر میں تجھ سے غافل ہو جاؤں، جبکہ تو میرا نگہبان ہے۔ اے میرے معبود! تیری مہربانی کے دامن میں نے اپنے ہاتھ سے تھام (۴) لیا ہے اور تیری عطاؤں کو حاصل کرنے کے لیے میں نے بڑی اُمیدیں (۵) باندھ رکھی ہیں۔ پس خالص کر دے مجھ کو اپنی سچی توحید سے۔ اور مجھے اپنے برگزیدہ بندوں میں قرار دے۔ اے وہ (معبود) کہ ہر بھاگنے والا (۶) اُسی کی طرف پناہ گزیں ہوتا ہے اور ہر ایک طلب کرنے والا اسی (۷) سے اُمید کرتا ہے۔ اے بہترین امید گاہ! اور اے بزرگ ترین ہستی جسے پکارا جاتا ہے! اور اے وہ (معبود) جس

(۱) القاصدون کا ترجمہ۔
(۲) یعنی طلب مغفرت کرنے والوں سے وہ اپنی نافرمانیوں کا انتقام نہیں لیتا۔
(۳) یعنی روزی دیتا ہے اور طرح طرح کی نعمتوں سے مستفیض ہونے کا موقع دیتا ہے۔
(۴) 'اَعْلَقْتُ' میں نے اس طرح تھام لیا ہے کہ اس سے چپکا ہوا ہوں اور کبھی نہ چھوڑوں گا۔
(۵) بَسَطْتُ کے لغوی معنی ہیں، میں نے وسیع کر دیا۔
(۶) یعنی ہر وہ شخص جو ایسے عالم میں ہو جائے کہ دنیا سے گھبرا کر بھاگے یا در حقیقت کوئی مر جائے تو ہیر پھیر کر وہ خدائے تعالیٰ ہی کی جانب پلٹ کر جاتا ہے۔
(۷) جیسا کہ امام جعفر صادقؑ نے ایک شخص کو بتایا تھا کہ جب طوفان میں تیری کشتی غرقاب ہو رہی تھی اور سب سہارے منقطع ہو چکے تھے اور ڈوب جانے کا یقین ہو چکا تھا اور اس وقت تیرے دل میں اپنے بچ جانے کی اونیٰ امید تھی وہ کس سے تھی؟ بس وہی خدا ہے۔

لِدَاعِيهِ وَحِجَابُهُ مَرْفُوعٌ لِرَاجِيهِ، أَسْأَلُكَ بِكَرَمِكَ أَنْ تَمُنَّ عَلَيَّ مِنْ عَطَائِكَ بِمَا تَقَرُّ بِهِ عَيْنِي، وَمِنْ رَجَائِكَ بِمَا تَطْمَئِنُّ بِهِ نَفْسِي، وَمِنَ الْيَقِينِ بِمَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيَّ مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا، وَتَجْلُو بِهِ عَنْ بَصِيرَتِي غَشَوَاتِ الْعَمَى بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

سے مانگنے والا واپس نہیں کیا جاتا اور جس سے امید باندھنے والا محروم نہیں رکھا جاتا۔ اے وہ ذات جس کا دروازہ اس کے پکارنے والے کے لیے (۱) کھلا ہوا ہے اور اس کا پردہ اس کے امیدوار کے لیے (۲) اٹھا ہوا ہے! میں تجھ سے تیرے کرم کے بھروسے پر یہ سوال کرتا ہوں کہ احسان کر مجھ پر اپنی بخشش سے وہ (احسان) جس سے میری آنکھ ٹھنڈی ہو اور اپنی (۳) امیدگاہ (۴) سے وہ جس سے میرا دل مطمئن ہو جائے اور یقین (۵) (اور اعتقاد) سے وہ جس کی بدولت (۶) مجھ پر دنیا کی مصیبتیں آسان ہو جائیں اور جس کی (۷) بدولت میری آنکھوں سے تاریکی کے پردے اُٹھ جائیں، اپنی رحمت سے (۸) اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

---

(۱) یعنی انسان کو ہر وقت یہ اختیار ہے کہ وہ جب چاہے اپنے معبود سے توبہ کرلے یا دعا کرکے اپنا مقصد طلب کرے۔

(۲) یعنی جب بھی انسان صدقِ دل سے اس کے آثار پر غور و تحقیق کرے، اس کے جلوے نمایاں طور پر نظر آنے لگیں گے۔

(۳) یہ بھی 'أن تمنّ' کے تحت میں ہے۔

(۴) 'رجائك' کا ترجمہ جس سے بطور مجاز مرسل امیدگاہ مراد ہے۔

(۵) 'ومن عطائك' کا دوسرا معطوف ہے۔

(۶) 'به' کا ترجمہ۔

(۷) یہ بھی 'به' کا ترجمہ ہے۔

(۸) یعنی یہ سب کچھ اپنی رحمت کے پیش نظر کر اور میرے استحقاق کو نہ دیکھ۔

فَافْعَلْ بِيْ مَا أَنْتَ أَهْلُهُ مِنَ الْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ وَلَا تَفْعَلْ بِيْ مَا أَنَا أَهْلُهُ مِنَ الْعَذَابِ وَالنِّقْمَةِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

جلال کے سامنے جھکا ہوا ہوں تو (اب) تو وہ مغفرت اور رحمت فرما جو تیرے شایان شان ہے اور مجھ پر وہ عذاب (۱) اور عتاب نہ کر جس کا میں سزاوار ہوں۔ اپنی رحمت (۲) سے اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

---

(۴) النقمۃ معنی انتقام۔ بدلہ۔ مراد۔ سزائے گناہ۔

(۵) برحمتک کا ترجمہ اپنی رحمت سے یا اپنی رحمت کا واسطہ۔

## السَّادِسُ. مُنَاجَاتُ الشَّاكِرِيْنَ
## (چھٹی مناجات۔ شکر کرنے والوں کی دعا)

إِلٰهِيْ أَذْهَلَنِيْ عَنْ إِقَامَةِ شُكْرِكَ تَتَابُعُ طَوْلِكَ، وَأَعْجَزَنِيْ عَنْ إِحْصَاءِ ثَنَائِكَ فَيْضُ فَضْلِكَ، وَشَغَلَنِيْ عَنْ ذِكْرِ مَحَامِدِكَ تَرَادُفُ عَوَائِدِكَ، وَأَعْيَانِيْ عَنْ نَشْرِ عَوَارِفِكَ تَوَالِيْ أَيَادِيْكَ، وَهٰذَا مَقَامُ مَنِ اعْتَرَفَ بِسُبُوْغِ النَّعْمَاءِ، وَقَابَلَهَا بِالتَّقْصِيْرِ، وَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ بِالْإِهْمَالِ وَالتَّضْيِيْعِ، وَأَنْتَ الرَّؤُوْفُ الرَّحِيْمُ الْبَرُّ الْكَرِيْمُ الَّذِيْ لَا

اے میرے معبود! تیری نعمت کے تواتر(۱) اور (تسلسل) نے مجھے تیرا شکر بجا لانے سے غافل بنا دیا ہے اور تیرے فضل کے جاری(۲) رہنے نے مجھے عاجز کر دیا ہے تیری تعریف کے شمارے اور تیری مہربانیوں(۳) کے پے در پے(۴) پہنچنے نے مجھے تیری خوبیوں کے ذکر سے بے خبر(۵) بنا دیا ہے۔ اور تیری نعمتوں کے لگاتار پہنچنے نے مجھے تیری خوبیوں کے پھیلانے سے عاجز(۶) کر دیا ہے (یعنی میں قاصر ہو گیا ہوں) اور یہ(۷) اس شخص کی منزل ہے جس نے نعمتوں کے کامل ہونے کا اعتراف کیا اور ان (نعمتوں) کے مقابل (اپنی) کوتاہی کا اعتراف کیا۔ اور اپنے نفس کے خلاف ضائع کرنے اور خبر نہ لینے کی گواہی دی اور تو (ایسا) مہربانی کرنے والا، رحمت والا، صاحب احسان و کرم ہے جو اپنا قصد(۸)

---

(۱) تتابع: پے در پے ہونا۔ بار بار ہونا۔ تواتر اور تسلسل۔
(۲) یعنی چاہیے تھا کہ میں تیری عبادت بجالاؤں یہاں سے غفلت کروں اور گناہوں میں مشغول ہو جاؤں۔ ہر حال میں تیرا فضل جاری رہتا ہے اور منقطع نہیں ہوتا اسی طرح مجھ پر تیرے عطیے شامل ہر وقت ہوتے رہتے ہیں کہ میں ان کے شمار اور احاطے سے عاجز اور قاصر ہوں۔ (۳) عوائد جمع عائدہ کی بمعنی احسان مہربانی صلہ۔
(۴) یعنی تو پے در پے اتنی مہربانیاں فرماتا ہے جن میں ایک مہربانی کا ذکر ادا نہیں ہونے پاتا کہ اتنے عرصہ میں مزید مہربانیاں ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ مہربانیوں کی کثرت کے باعث یاد تک نہیں رہتا کہ کیا کیا مہربانیاں ہوئیں۔
(۵) شغلنی عن: مجھے غافل کر دیا ہے۔ (۶) قاصر۔
(۷) "یہ" سے کثرت نعمت اور قلت شکر و ذکر کے اعتراف کی جانب اشارہ ہے۔
(۸) اس شخص کو جو اس کی طرف جانے اور بڑھنے کا عزم کر کے قدم اٹھاتا ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

يُخَيِّبُ قَاصِدِيهِ وَلَا يَطْرُدُ عَنْ فِنَائِهِ آمِلِيهِ بِسَاحَتِكَ تُحَطُّ رِحَالُ الرَّاجِينَ وَبِعَرْصَتِكَ تَقِفُ آمَالُ الْمُسْتَرْفِدِينَ فَلَا تُقَابِلْ آمَالَنَا بِالتَّخْيِيبِ وَالْإِيَاسِ وَلَا تُلْبِسْنَا سِرْبَالَ الْقُنُوطِ وَالْإِبْلَاسِ. إِلٰهِي تَصَاغَرَ عِنْدَ تَعَاظُمِ آلَائِكَ شُكْرِي وَتَضَاءَلَ فِي جَنْبِ إِكْرَامِكَ إِيَّايَ ثَنَائِي وَنَشْرِي. جَلَّلَتْنِي نِعَمُكَ مِنْ أَنْوَارِ الْإِيمَانِ حُلَلًا وَضَرَبَتْ عَلَيَّ لَطَائِفُ بِرِّكَ

کرنے والوں کو ناکام نہیں کرتا اور اپنے امیدواروں کو اپنی درگاہ سے واپس نہیں لوٹاتا تیری بارگاہ(۱) میں اتارے جاتے ہیں امیدواروں کے قافلے(۲) اور تیرے پاس(۳) نعمت کے خواہشمندوں کی امیدیں ٹھہر(۴) جاتی ہیں پس ہماری امیدوں کو ناکامی اور محرومی سے دو چار(۵) نہ کر اور ہمیں مایوسی اور نا امیدی کا لباس نہ پہنا۔ اے میرے معبود! چھوٹا (کم) ہے تیری نعمتوں کی بڑائی کے سامنے میرا شکر اور تیرے (اس) انعام کے بالمقابل جو خاص(۶) مجھ پر ہے میری ثنا گوئی اور تیرے احسانات کا تذکرہ(۷) حقیر ہے اور تیری نعمتوں نے مجھ کو ایمان کے نورانی ملبوسات(۸) پہنائے ہیں اور تیری لطیف(۹) نیکیوں نے میرے سامنے عزت کے پردے لٹکائے ہیں اور تیرے احسانات نے میری گردن میں ایسے گلو بند باندھ دیے ہیں جو

---

(۱) بِسَاحَتِكَ کے لغوی معنی تیرے میدان میں مراد بارگاہ کیونکہ خدائے تعالیٰ محل و مقام سے منزہ ہے۔

(۲) رِحَالُ، راحلہ کی جمع۔ لغوی معنی سواری، اونٹ وغیرہ۔ مراد قافلے اور گروہ۔

(۳) بِعَرْصَتِكَ کے لغوی معنی تیرے میدان میں تیری وسیع جگہ میں۔ مراد تیرے سے قریب ہے۔ تیرے نزدیک یعنی تقرب اور نزدیکی کی اس منزل میں جہاں انسان خدائے تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔

(۴) یعنی تیری امیدوں کا مرکز اور مدار ہے۔

(۵) لَا تُقَابِلْ کے معنی مقابلہ نہ کر۔ مقابل نہ کر۔ مراد دو چار نہ کر دے۔

(۶) اِیَّایَ کا ترجمہ خاص مجھ پر۔

(۷) نَشْرِی کے معنی میرا نشر و اشاعت کرنا۔ مراد تیرے احسانات کو میرا مشہور کرنا۔ ظاہر ہے کہ شہرت دینے کے لیے لازم ہے کہ تذکرہ کیا جائے اس لیے بطور لازم یہی معنی مراد ہیں۔

(۸) یعنی مجھے تو نے جو نعمتیں دی ہیں ان میں ایمان کے نور بھی ہیں جو میرے سراپا کو چھپائے ہیں۔

(۹) لطیف نیکیوں سے وہ احسانات مراد ہیں جو مخفی اور عام طور سے محسوس نہیں ہوتے۔



Presented by Ziaraat.Com

| | |
|---|---|
| مِنَ الْعِزِّ كَلِيلًا، وَقَلَّدْتَنِيْ مِنَنَكَ قَلَائِدَ لَا تُحَلُّ، وَطَوَّقْتَنِيْ أَطْوَاقاً لَا تُفَلُّ، فَآلَاؤُكَ جَمَّةٌ ضَعُفَ لِسَانِيْ عَنْ إِحْصَائِهَا، وَنَعْمَاؤُكَ كَثِيْرَةٌ قَصُرَ فَهْمِيْ عَنْ إِدْرَاكِهَا فَضْلًا عَنِ اسْتِقْصَائِهَا، فَكَيْفَ لِيْ بِتَحْصِيْلِ الشُّكْرِ، وَشُكْرِيْ إِيَّاكَ يَفْتَقِرُ إِلَى شُكْرٍ، فَكُلَّمَا قُلْتُ لَكَ الْحَمْدُ وَجَبَ عَلَيَّ لِذٰلِكَ أَنْ أَقُوْلَ لَكَ الْحَمْدُ، إِلٰهِيْ فَكَمَا غَذَّيْتَنَا بِلُطْفِكَ، وَرَبَّيْتَنَا بِصُنْعِكَ، فَتَمِّمْ عَلَيْنَا سَوَابِغَ النِّعَمِ، وَادْفَعْ عَنَّا مَكَارِهَ النِّقَمِ، | کھولے (۱) نہیں جا سکتے اور ایسے طوق پہنا دیے ہیں جو توڑے نہیں جا سکتے۔ پس تیری نعمتیں کثیر ہیں جن کے شمار (اور احاطہ) سے میری زبان قاصر ہے اور تیرے عطیے (۲) بہت سے ہیں، جن کے گننے سے میرا فہم عاجز ہے۔ چہ جائے کہ ان کی انتہا (۳) تک پہنچے پس کیونکر ممکن (۴) ہے میرے لیے شکر گزار ہونا جبکہ میرا تیرے لیے شکر گزار ہونا ایک اور شکر (۵) کا محتاج ہے پس جب میں یہ کہوں کہ "حمد و شکر تیرے ہی لیے ہے" اے میرے معبود! پس جس طرح تو نے ہمیں اپنی مہربانی سے غذا دی ہے اور اپنے احسان سے ہماری پرورش کی ہے پس (اسی طرح) ہم پر اپنی مکمل نعمتوں (۶) کو تمام کر دے اور ہم سے سزا و عتاب کی ناگواریوں کو دور رکھ اور ہمیں دونوں جہان کے فوائد میں سے بلند تر بزرگ تر (فائدے) دنیا (۷) میں اور |

---

(۱) یعنی جنہیں کوئی کھول نہیں سکتا۔
(۲) آلاؤک کا مفہوم جس کے لغوی معنی نعمتوں کے ہیں۔
(۳) یعنی ان کا احاطہ کرنے اور ان کی تہہ تک پہنچنے کا ذکر ہے جبکہ میں ان کے گننے تک سے قاصر و عاجز ہوں۔
(۴) تحصیل کے لغوی معنی کیونکر ہے یا اور میرے لیے میسر ہو یہ ہے کہ میرے لیے کیونکر ممکن ہے۔
(۵) یعنی جب میں شکر گزاری کے لیے آمادہ ہوں تو اس سے پہلے اس بات کا شکر ضروری ہے کہ تو نے مجھے ادائے شکر کے لیے آمادہ ہونے کی ہمت اور طاقت عطا فرمائی۔
(۶) یعنی اس بنا پر کہ تو نے مجھے حمد و شکر کی توفیق اور ہمت عطا فرمائی۔
(۷) کلام پاک میں دین کے مکمل ہونے کو نعمت کے تمام ہونے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی اسی آیت کے مفاد کے مطابق دعا کے مذکورہ بالا فقرے میں مکمل نعمتوں کے تمام کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہمیں دین اسلام کی اس طرح کی مکمل پیروی سے بہرہ اندوز ہونے کی توفیق دے جسے تو نے "اتمام نعمت" سے تعبیر کیا ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

وَآتِنَا مِنْ حُظُوْظِ الدَّارَيْنِ أَرْفَعَهَا وَأَجَلَّهَا عَاجِلًا وَآجِلًا وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حُسْنِ بَلَائِكَ وَسُبُوْغِ نَعْمَائِكَ حَمْدًا يُوَافِقُ رِضَاكَ وَيَمْتَرِي الْعَظِيْمَ مِنْ بِرِّكَ وَنَدَاكَ، يَا عَظِيْمُ يَا كَرِيْمُ، بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

آخرت(۱) میں (بھی) عطا فرما اور تو سزاوار حمد ہے اپنی اچھی(۲) آزمائش پر اور اپنی کامل نعمتوں پر۔ ایسی حمد(۳) جو تیری خوشنودی کے موافق(۴) ہے اور (ایسی حمد جو) تیرے عظیم احسان اور عطا کا سرچشمہ(۵) ہو۔ اے صاحب عظمت! اے صاحب کرم! تجھے اپنی رحمت کا واسطہ اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

---

(۱) جلدی مل جانے والا امر اور دنیاوی۔

(۲) دیر سے ملنے والی شے مراد آخرت۔

(۳) یعنی اس بات پر سزاوار حمد ہے کہ تو نے ہمیں ایسی آزمائش میں مبتلا کیا جس کا نتیجہ ہمارے حق میں اچھا برآمد ہوا۔

(۴) یعنی تو ایسی حمد کا سزاوار ہے۔

(۵) یعنی جس میں تیری خوشنودی مضمر ہے۔

## السَّابِعُ. مُنَاجَاتُ الْمُطِيعِيْنَ
## (ساتویں مناجات۔ اطاعت کرنے والوں کی دُعا)

اَللّٰهُمَّ أَلْهِمْنَا طَاعَتَكَ، وَجَنِّبْنَا مَعْصِيَتَكَ، وَيَسِّرْ لَنَا بُلُوغَ مَا نَتَمَنّٰى مِنِ ابْتِغَاءِ رِضْوَانِكَ، وَأَحْلِلْنَا بُحْبُوحَةَ جِنَانِكَ، وَاقْشَعْ عَنْ بَصَائِرِنَا سَحَابَ الْاِرْتِيَابِ، وَاكْشِفْ عَنْ قُلُوبِنَا أَغْشِيَةَ الْمِرْيَةِ وَالْحِجَابِ، وَأَزْهِقِ الْبَاطِلَ عَنْ ضَمَائِرِنَا، وَأَثْبِتِ الْحَقَّ فِي سَرَائِرِنَا، فَإِنَّ الشُّكُوكَ وَالظُّنُونَ لَوَاقِحُ الْفِتَنِ، وَمُكَدِّرَةٌ لِصَفْوِ الْمَنَائِحِ

اے معبود! اپنی عبادت کا خیال ہمارے(۱) دل میں ڈال اور ہمیں اپنی نافرمانی سے بچا۔ اے میرے معبود! ہمارے لیے اپنی اس خوشنودی (۲) کی طلب تک پہنچنا آسان کردے جس کے ہم آرزو مند ہیں اور ہمیں اپنی جنت کے بیچوں بیچ اُتار۔ اور ہماری آنکھوں سے شکوک(۳) کے بادل ہٹادے اور ہمارے دلوں سے وہم اور بے خبری (۴) کے پردے اٹھادے اور ہمارے دلوں سے باطل کو محو کردے اور ہماری طبیعتوں (۵) میں حق کی جڑ(۶) قائم کردے۔ اس (۷) لیے کہ شک اور گمان فتنوں (۸) کے بڑھانے والے اور صاف وشفاف نعمتوں اور عطیوں کو دھندلا کرنے والے (ہوتے)

(۱) یعنی ہمیں اپنی عبادت کرنے کی توفیق دے۔
(۲) یعنی میرے دل میں تیری جس قدر خوشنودی حاصل کرنے کی آرزو ہے اس تک پہنچنا آسان کردے۔
(۳) شکوک کو بادل سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح بادل سورج کی روشنی کو مدھم کردیتا ہے اسی طرح شک بھی نور ایمان کو دھندلا کردیتا ہے۔
(۴) الحجاب کے لغوی پردے کے ہیں۔ مجازاً بے خبری مراد۔
(۵) ضمائر جمع ہے ضمیر کی جس کے معنی باطن کے ہیں۔ مراد طبائع۔ (۶) اثبت لغوی معنی ثابت کر۔ جمادے۔
(۷) فإن کا ترجمہ ہے۔
(۸) مراد مال اور اولاد کی محبت جیسا کہ کلام پاک میں ان کو فتنے سے تعبیر کیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ جب دل میں خدائے تعالیٰ کے متعلق شکوک جگہ پاتے ہیں تو اس کی محبت گھٹتی ہے اور اس محبت کی جگہ مال واولاد وغیرہ کی محبت لے لیتی ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

وَالْمِنَنِ. اَللّٰهُمَّ احْمِلْنَا فِيْ سُفُنِ
نَجَاتِكَ، وَمَتِّعْنَا بِلَذِيْذِ
مُنَاجَاتِكَ، وَأَوْرِدْنَا حِيَاضَ
حُبِّكَ، وَأَذِقْنَا حَلَاوَةَ وُدِّكَ
وَقُرْبِكَ، وَاجْعَلْ جِهَادَنَا فِيْكَ،
وَهَمَّنَا فِيْ طَاعَتِكَ، وَأَخْلِصْ
نِيَّاتِنَا فِيْ مُعَامَلَتِكَ، فَإِنَّا بِكَ
وَلَكَ، وَلَا وَسِيْلَةَ لَنَا إِلَيْكَ إِلَّا
أَنْتَ. إِلٰهِيْ اجْعَلْنِيْ مِنَ
الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ، وَأَلْحِقْنِيْ
بِالصَّالِحِيْنَ الْأَبْرَارِ، السَّابِقِيْنَ
إِلَى الْمَكْرُمَاتِ الْمُسَارِعِيْنَ إِلَى
الْخَيْرَاتِ، الْعَامِلِيْنَ لِلْبَاقِيَاتِ

ہیں اے معبود! ہمیں اپنی نجات کی کشتیوں میں سوار کر اور ہمیں اپنی خوشگوار مناجات کی توفیق(۱) دے اور ہم کو اپنی محبت کے حوضوں پر وارد کر اور ہمیں اپنی الفت اور نزدیکی کی مٹھاس چکھا(۲) دے اور قرار دے ہماری کوشش اپنی راہ میں اور ہمارا(۳) ارادہ اپنی اطاعت میں اور اپنے معاملہ میں ہماری نیتوں کو خالص کر دے۔ پس بے شک ہم تجھ سے ہیں(۴) اور تیرے لیے ہیں۔ اور تیری(۵) طرف سوائے تیرے ہمارا کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ اے میرے معبود! تو مجھ کو نیک کردار برگزیدہ لوگوں میں سے قرار دے اور مجھے نیک عمل والے صالح لوگوں سے ملحق(۶) کر دے جو بزرگیوں (۷) کی طرف بڑھنے والے ہیں۔ نیک کاموں کی طرف دوڑ کر جانے والے ہیں۔ باقی رہنے والے نیک کاموں کے بجالانے والے ہیں۔ بلند درجوں (۸) کی طرف کوشش

---

(۱) لذیذ مناجات سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ ایک وہ مناجات ہوتی ہے جو ثواب کے لالچ میں ہو۔ دوسری وہ جو عذاب کے خوف سے ہو اور تیسری وہ جو ان دونوں سے بالاتر اور محض اس لیے ہوتی ہے کہ اس میں بندے کو لذت آنے لگتی ہے۔

(۲) متعنا کے لغوی معنی ہمیں نفع پہنچا دے۔ ظاہر ہے کہ خدائے تعالیٰ جب مناجات (یا اطاعت) سے نفع پہنچانا چاہے تو اس کی توفیق کرامت کرے گا۔

(۳) یعنی ہمیں تیری محبت میں مزا آنے لگے۔

(۴) یعنی (قرار دے) کا دوسرا مفعول ہے۔

(۵) یعنی تو نے ہی ہمیں پیدا کیا اور تیری ہی طرف ہماری بازگشت ہوگی۔

(۸) یعنی تیری بارگاہ میں تقرب حاصل کرنے کے لیے۔

(۷) یعنی مجھے صالحین میں شمار کر۔

(۸) المکرمات جمع ہے مکرمۃ کی جس کے لغوی معنی ہیں وہ کام جو بزرگی یا تعظیم کا سبب ہو مراد بزرگیاں۔



Presented by Ziaraat.Com

الصَّالِحَاتِ، السَّاعِيْنَ إِلَى رَفِيْعِ
الدَّرَجَاتِ، إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ، وَبِالْإِجَابَةِ جَدِيْرٌ بِرَحْمَتِكَ
يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

کرنے والے ہیں۔ بے شک تو ہر چیز پر
قدرت رکھنے والا ہے اور قبول کرنے کا
اہل ہے (تجھے) تیری رحمت کا واسطہ
اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم
کرنے والے۔

DOT MANAGEMENT FOUNDATION ★ SABIL-E-SAKINA ISLAMIC LIBRARY PAKISTAN ★
سبیل سکینہ سلام اللہ
www.ziaraat.com
www.shian-e-ali.com

# الثَّامِنُ۔ مُنَاجَاتُ لِلْمُرِيْدِيْنَ

(آٹھویں مناجات مناجات۔ قربت الٰہی کا ارادہ کرنے والوں کی دعا)(۱)

سُبْحَانَكَ مَا أَضْيَقَ الطُّرُقَ عَلَى مَنْ لَمْ تَكُنْ دَلِيْلَهُ وَمَا أَوْضَحَ الْحَقَّ عِنْدَ مَنْ هَدَيْتَهُ سَبِيْلَهُ۔ إِلٰهِيْ فَاسْلُكْ بِنَا سُبُلَ الْوُصُوْلِ إِلَيْكَ، وَسَيِّرْنَا فِيْ أَقْرَبِ الطُّرُقِ لِلْوُفُوْدِ عَلَيْكَ، قَرِّبْ عَلَيْنَا الْبَعِيْدَ وَسَهِّلْ عَلَيْنَا الْعَسِيْرَ الشَّدِيْدَ وَأَلْحِقْنَا بِعِبَادِكَ الَّذِيْنَ هُمْ بِالْبِدَارِ

میں تیری(۲) تسبیح کرتا ہوں۔ کس(۳) قدر تنگ ہیں اس شخص کے راستے جس کا تو رہ نما(۴) نہ ہو! اور کس قدر روشن ہے راہ صواب(۵) اس شخص کے لیے جسے تو اس کے راستے کی ہدایت(۶) فرمادے۔ اے میرے معبود! پس ثابت(۷) قدم رکھ ہم کو اپنی طرف پہنچانے والے (۸) راستوں پر اور رہبری کر (۹) ہماری اپنی طرف آنے کے قریب ترین راستے کی جانب۔ ہم(۱۰) پر دور(۱۱) کو قریب کردے اور ہمارے لیے سخت(۱۲) مشکل کو آسان بنادے اور ہمیں اپنے ان(۱۳) بندوں سے ملحق کردے جو

---

(۱) یعنی جو لوگ خدا کی قربت حاصل کرنے کا ارادہ کریں انہیں یہ دعا پڑھنا چاہیے۔

(۲) یعنی تو ہی قابل تسبیح ہے۔ یہ جملہ خبریہ نہیں بلکہ جملہ انشائیہ ہے۔ (۳) یعنی بہت تنگ ہیں۔

(۴) اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں اول یہ کہ جو شخص تیری شریعت پر ایمان نہ لائے اور دوسرے کا مطلب یہ ہے کہ تو جسے راہ راست پر چلنے کی توفیق نہ دے۔

(۵) الحق کا ترجمہ۔ (۶) یعنی ہدایت کی توفیق دے۔

(۷) الفاظ کے معنی ہیں ہمیں چلا۔ مراد قائل یہ ہے کہ ہم جس راہ حق پر چل رہے ہیں اس پر ہمیں ثابت قدم رکھ۔

(۸) الوصول اس کی جگہ معنی ایصال ہے۔ پہنچانا۔

(۹) سیرنا کے لفظی معنی ہیں ہم کو چلا۔ مراد یہ ہے کہ ہمیں راستہ دکھا اور ہماری رہبری کر۔ (۱۰) یعنی ہمارے لیے۔

(۱۱) یعنی دور راستہ خدائے تعالیٰ تک جانے کا راستہ جو بہت دور ہے۔

(۱۲) حصول قرب الٰہی مراد ہے جو حقیقتاً سخت مشکل ہے۔

(۱۳) الذین کا ترجمہ۔

إِلَيْكَ يُسَارِعُونَ وَبَابَكَ عَلَى الدَّوَامِ يَطْرُقُونَ وَإِيَّاكَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَعْبُدُونَ وَهُمْ مِنْ هَيْبَتِكَ مُشْفِقُونَ الَّذِينَ صَفَّيْتَ لَهُمُ الْمَشَارِبَ وَبَلَّغْتَهُمُ الرَّغَائِبَ وَأَنْجَحْتَ لَهُمُ الْمَطَالِبَ وَقَضَيْتَ لَهُمْ مِنْ فَضْلِكَ الْمَآرِبَ وَمَلَأْتَ لَهُمْ ضَمَائِرَهُمْ مِنْ حُبِّكَ وَرَوَّيْتَهُمْ مِنْ صَافِي شِرْبِكَ فَبِكَ إِلَى لَذِيذِ مُنَاجَاتِكَ وَصَلُوا وَمِنْكَ أَقْصَى مَقَاصِدِهِمْ حَصَّلُوا فَيَا مَنْ هُوَ عَلَى الْمُقْبِلِينَ عَلَيْهِ مُقْبِلٌ وَبِالْعَطْفِ عَلَيْهِمْ عَائِدٌ مُفْضِلٌ

تیری طرف تیز(۱) جانے میں جلدی کرتے ہیں اور ہمیشہ تیرے دروازے کو کھٹکھٹاتے ہیں اور رات میں تیری عبادت کرتے ہیں اور وہ تیرے رعب و جلال سے ڈرتے ہیں۔ (یہ) وہی لوگ ہیں جن کے لیے تو نے گھاٹوں(۲) کو شفاف کر دیا ہے اور انہیں (ان کی) مرغوبات(۳) تک پہنچا دیا ہے اور ان کی حاجتیں برلایا ہے اور اپنے فضل سے ان کی آرزوئیں پوری کر دی ہیں اور ان ہی کے مفاد(۴) میں ان کے دلوں کو اپنی محبت سے بھر دیا ہے اور انہیں اپنے صاف پانی سے سیراب کیا ہے پس تیری بدولت(۵) وہ تیری خوش گوار مناجات کی طرف پہنچ گئے اور تجھ سے انہوں نے اپنے مقصدوں کی انتہا کو حاصل کرلیا۔ پس اے وہ ذات جو اپنی طرف(۶) توجہ کرنے والوں کی جانب متوجہ ہے اور مہربانی کے ساتھ ان پر

(۱) الیہا کا ترجمہ جس کے لغوی معنی ہیں جلدی کرنا۔
(۲) انہیں کوثر و تسنیم کا مستحق قرار دیا ہے۔
(۳) جنت میں ان کی پسندیدہ نعمتیں ان کے لیے مہیا فرما دی ہیں۔
(۴) لھم کا ترجمہ ہے جس میں لام نفع کے معنی میں ہے۔
(۵) فبک کا ترجمہ۔
(۶) علیہ کا ترجمہ۔



Presented by Ziaraat.com

وَبِالْغَافِلِينَ عَنْ ذِكْرِهِ رَحِيمٌ رَؤُفٌ، وَبِجَذْبِهِمْ إِلَى بَابِهِ وَدُودٌ عَطُوفٌ، أَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَنِي مِنْ أَوْفَرِهِمْ مِنْكَ حَظّاً وَأَعْلَاهُمْ عِنْدَكَ مَنْزِلًا، وَأَجْزَلِهِمْ مِنْ وُدِّكَ قِسَمًا، وَأَفْضَلِهِمْ فِي مَعْرِفَتِكَ نَصِيبًا، فَقَدِ انْقَطَعَتْ إِلَيْكَ هِمَّتِي، وَانْصَرَفَتْ نَحْوَكَ رَغْبَتِي، فَأَنْتَ لَا غَيْرُكَ مُرَادِي، وَلَكَ لَا لِسِوَاكَ سَهَرِي وَسُهَادِي، وَلِقَاؤُكَ قُرَّةُ عَيْنِي، وَوَصْلُكَ مُنَى نَفْسِي، وَإِلَيْكَ شَوْقِي، وَفِي مَحَبَّتِكَ وَلَهِي،

بیش(۱) از بیش احسان کرنے والا ہے اور اپنے ذکر سے غفلت کرنے والوں پر نرمی اور آشتی سے رحم کرتا ہے اور انہیں اپنے دروازے(۲) کی طرف کھینچے میں محبت اور مہربانی کا برتاؤ کرتا ہے میں تجھ سے سوال(۳) کرتا ہوں یہ کہ قرار دے تو مجھ کو ان(۴) (لوگوں) میں سب سے زیادہ تجھ سے حصہ پانے والا، اور سب سے زیادہ تیری بارگاہ میں منزلت رکھنے والا اور سب سے زیادہ تیری محبت سے بہرہ ور ہونے والا اور سب سے بڑا تیری معرفت میں حصہ لینے والا۔ پس بلا شک میری ہمت تجھ ہی پر ختم (۵) ہوئی ہے اور مُڑ چکی ہے تیری جانب میری رغبت، پس تو ہی، نہ کہ تیرا غیر میری مراد ہے اور صرف تیرے لیے، نہ کہ تیرے غیر کے لیے، میں جاگتا(۶) ہوں اور نہیں سوتا اور تیری ہی ملاقات(۷) میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور تیرا ہی وصال میری

---

(۱) مفضل کا ترجمہ۔

(۲) غفلت کرنے والوں سے بے رحم ہو کر ان پر عتاب نہیں کرتا بلکہ محبت اور مہربانی کے ساتھ انہیں نیکی کی ہدایت کرتا ہے اور توفیق دیتا ہے اور ان کے لیے بڑی فراخدلی اور خندہ پیشانی کے ساتھ توبہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

(۳) یعنی طلب۔

(۴) یعنی ان غفلت کرنے والوں میں جو کہ تیرے دروازے کی طرف کھینچے گئے ہیں مجھے سب سے بڑا حصہ اور سب سے اعلیٰ منزلت ظاہر حاصل کرنے والا قرار دے۔

(۵) یعنی میرا ارادہ کسی اور طرف جانے کا نہیں بلکہ میری ہمت کا منتہا اور مرکز تیری ہی ذات ہے۔

(۶) یعنی تیری یاد میں میری نیند اڑ گئی ہے۔

(۷) مراد تقرب الٰہی اور بارگاہ ایزدی میں حضور ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

وَإِلَى هَوَاكَ صَبَابَتِي، وَرِضَاكَ بُغْيَتِي، وَرُؤْيَتُكَ حَاجَتِي، وَجِوَارُكَ طَلَبِي، وَقُرْبُكَ غَايَةُ سُؤْلِي، وَفِي مُنَاجَاتِكَ رَوْحِي وَرَاحَتِي، وَعِنْدَكَ دَوَاءُ عِلَّتِي، وَشِفَاءُ غُلَّتِي، وَبَرْدُ لَوْعَتِي، وَكَشْفُ كُرْبَتِي، فَكُنْ أَنِيسِي فِي وَحْشَتِي، وَمُقِيلَ عَثْرَتِي، وَغَافِرَ زَلَّتِي، وَقَابِلَ تَوْبَتِي، وَمُجِيبَ دَعْوَتِي، وَوَلِيَّ عِصْمَتِي، وَمُغْنِيَ فَاقَتِي، وَلَا تَقْطَعْنِي عَنْكَ، وَلَا تُبْعِدْنِي مِنْكَ يَا نَعِيمِي وَجَنَّتِي، وَيَا دُنْيَايَ وَآخِرَتِي يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

آرزو ہے اور مجھے صرف تیرا ہی شوق ہے اور میں تیری ہی محبت میں دیوانہ(۱) ہوں اور تیرے ہی عشق میں میرے دل کی سوزش ہے اور تیری خوشنودی میری تمنا ہے اور تیرا(۲) دیدار میری حاجت ہے اور تیری ہمسائگی میرا مطلوب ہے اور تیرا تقرب میری طلب کی حد ہے اور تیری مناجات میں میرا آرام اور چین ہے اور تیرے ہی پاس میرے مرض(۳) کی دوا اور میری پیاس کی تسکین اور میرے سوز الفت کی ٹھنڈک اور میرے غم کا علاج (۴) ہے پس تو میری تنہائی میں میرا مونس اور میری لغزش سے درگزر کرنے والا اور میری خطا کا بخشنے والا اور میری توبہ قبول کرنے والا اور میری پکار کا جواب دینے والا اور میری حفاظت کا ضامن (۵) اور میری محتاجی کا(۶) رفع کرنے والا بن(۷) جا۔ اور مجھے خود سے الگ نہ کر اور اپنے سے دور مت کر۔ اے میری نعمت(۸) اور میری جنت اور میری دنیا اور میری آخرت اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

(۱) دیوانگی میرے بے تابی۔ وہ بے تابی اور بے قراری جو محبت سے پیدا ہوتی ہے مراد دیوانگی اور فریفتگی۔

(۲) دیدار الٰہی سے معرفت کی وہ منزل مراد ہے جہاں انسان کو عین الیقین کا درجہ حاصل ہو جائے اور ماسوا کے تمام حجاب ہٹ کر اسے حقیقت کے جلوے نظر آنے لگیں۔

(۳) تقرب الٰہی کی وہ منزل جہاں ممکن اور واجب میں ادنیٰ قربت رہ جائے اور اس کے اور معبود کے درمیان ماسوائے عبدیت کے کوئی حجاب نہ رہے۔

(۴) یعنی مرض عشق۔

(۵) لغوی معنی دور ہونا۔ مراد علاج۔

(۶) ولی کے لغوی معنی سرپرست۔ مراد ضامن۔

(۷) مغنی کے لغوی معنی غنی کرنے والا۔ بے نیاز اور دولتمند کرنے والا۔ مراد محتاجی کو دور کرنے والا۔

(۸) اس امر کی جانب اشارہ ہے کہ مجھے تیرے تقرب کے علاوہ کوئی اور نعمت یا جنت یا دنیا یا آخرت نہیں چاہیے۔



Presented by Ziaraat.Com

## اَلتَّاسِعُ. مُنَاجَاتُ الْمُحِبِّيْنَ
### (نویں مناجات۔ محبت کرنے والوں کی دعا)

إِلٰهِي مَنْ ذَا الَّذِي ذَاقَ حَلَاوَةَ مَحَبَّتِكَ، فَرَامَ مِنْكَ بَدَلًا وَمَنْ ذَا الَّذِي أَنِسَ بِقُرْبِكَ، فَابْتَغٰى عَنْكَ حِوَلًا إِلٰهِي فَاجْعَلْنَا مِمَّنِ اصْطَفَيْتَهُ لِقُرْبِكَ وَوِلَايَتِكَ، وَأَخْلَصْتَهُ لِوُدِّكَ وَمَحَبَّتِكَ، وَشَوَّقْتَهُ إِلٰى لِقَائِكَ، وَرَضَّيْتَهُ بِقَضَائِكَ، وَمَنَحْتَهُ بِالنَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ، وَحَبَوْتَهُ بِرِضَاكَ، وَأَعَذْتَهُ مِنْ هَجْرِكَ وَقِلَاكَ، وَبَوَّأْتَهُ مَقْعَدَ الصِّدْقِ فِي جِوَارِكَ، وَخَصَصْتَهُ بِمَعْرِفَتِكَ،

اے میرے معبود! وہ کون(۱) ہے جس نے تیری محبت کی مٹھاس چکھی ہو، پھر(۲) وہ تیرے مقابل(۳) کے پاس چلا گیا ہو؟ اور وہ کون ہے جو تقرب سے مانوس ہوا۔ اس(۴) کے بعد اس نے تیری طرف سے منہ پھرا لینا پسند(۵) کیا ہو؟ اے میرے معبود! پس ہمیں ایسا شخص قرار دے جسے تو نے اپنے تقرب اور اپنے تولا کے لیے منتخب(۶) کیا ہے اور جسے تو نے اپنی محبت اور اپنی دوستی کے لیے خالص(۷) کر دیا ہے اور جسے تو نے اپنی ملاقات(۸) کا شوق دلایا ہے(۹) اور جسے تو نے اپنے فیصلے (اور احکام) پر رضامند کر لیا ہے اور جسے تو نے اپنے جمال(۱۰) پر نظر کرنے کا موقع عطا فرمایا(۱۱) ہے اور جسے تو نے اپنی رضامندی

---

(۱) یعنی کوئی ایسا نہیں ہے۔
(۲) یعنی تیری محبت کی مٹھاس چکھنے کے بعد۔
(۳) "بدلا" کے معنی قائم مقام یا کسی چیز کے بدلے میں اختیار کیا جائے۔ مراد مقابل۔
(۴) "فابتغی" کی "ف" کا ترجمہ۔
(۵) یہ دونوں جملے استفہام انکاری کے طور پر ہیں۔
(۶) یعنی بندہ کے اعمال حسنہ کی بنا پر اسے اپنے تقرب کے لیے چن لیا ہے۔
(۷) یعنی اس کے اعمال خیر کی بنا پر اسے اتنی توفیق دے دی ہے کہ وہ تیرے علاوہ کسی دوسرے سے محبت نہیں رکھتا اور جسے چاہتا ہے تیری ہی نسبت سے چاہتا ہے۔
(۸) ملاقات سے تقرب کامل مراد ہے۔
(۹) یعنی اپنے کلام میں یہ تذکرہ کر کے کہ جو کوئی دنیا میں عمل صالح بجا لائے گا وہ جنت میں جائے ابدی کا مستحق سمجھا جائے گا بندے کو اپنی ملاقات کا مشتاق بنا دیا ہے اور اسی اشتیاق میں عمل صالح بجا لاتا ہے۔
(۱۰) "وجہک" کے لغوی معنی تیرا چہرہ مراد جمال الٰہی جنہیں آثار قدرت اور معارف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
(۱۱) "منحتہ" "منح" سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی ہیں دینا اور عطا کرنا، یہاں موقع عطا کرنا مراد ہے۔

وَأَقْلَقْتَهُ لِعِبَادَتِكَ، وَهَيَّمْتَ قَلْبَهُ لِإِرَادَتِكَ، وَاجْتَبَيْتَهُ لِمُشَاهَدَتِكَ، وَأَخْلَيْتَ وَجْهَهُ لَكَ، وَفَرَّغْتَ فُؤَادَهُ لِحُبِّكَ، وَرَغَّبْتَهُ فِيمَا عِنْدَكَ، وَأَلْهَمْتَهُ ذِكْرَكَ، وَأَوْزَعْتَهُ شُكْرَكَ، وَشَغَلْتَهُ بِطَاعَتِكَ، وَصَيَّرْتَهُ مِنْ صَالِحِي بَرِيَّتِكَ، وَاخْتَرْتَهُ لِمُنَاجَاتِكَ، وَقَطَعْتَ عَنْهُ كُلَّ شَيْءٍ يَقْطَعُهُ عَنْكَ. اللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ دَأْبُهُمُ الْاِرْتِيَاحُ إِلَيْكَ وَالْحَنِينُ، وَدَهْرُهُمُ الزَّفْرَةُ

بخش دی ہے اور جسے تو اپنی جدائی اور اپنی دشمنی (۱) سے پناہ میں رکھا ہے اور جسے تو نے اپنی قرب میں دوستی (اور سچائی) کی نشست گاہ میں بٹھایا ہے اور جسے تو نے اپنی معرفت (۲) سے مخصوص کیا ہے اور جسے تو نے اپنی عبادت (۳) کا اہل بتایا ہے اور جس کے دل کو تو نے اپنی چاہت کا پیاسا کیا ہے اور جسے تو نے چن لیا ہے اپنے (۴) دیدار کے واسطے اور جس کی ذات (۵) کو تو نے اپنی تنہائی (۶) میں ملنے کے لیے الگ کر لیا (۷) ہے اور جس کے دل کو تو نے اپنی محبت کے لیے (ماسوائے) خالی کر لیا ہے اور جسے تو نے اس چیز کی ترغیب (۸) دی ہے جو تیرے پاس ہے اور جس کے دل میں تو نے اپنی یاد ڈال دی ہے اور جس پر اپنے شکر کا تو نے الہام (۹)

---

(۱) یعنی بغض اور عداوت۔
(۲) یعنی اس کے اعمال صالح کی بنا پر معرفت کا ایسا ملکہ دیا ہے جو عام لوگوں میں نہیں پایا جاتا۔
(۳) یعنی جو تیرے شایان شان خضوع و خشوع کے ساتھ تیری عبادت کرتا ہے۔
(۴) مشاہدت سے وہی آثار قدرت اور مظاہر کا دیدار مراد ہے جس کا ذکر فقرہ دعا کے حاشیے میں ذکر کیا جا چکا ہے۔
(۵) وجہہ کے لغوی معنی ہیں اس کا چہرہ۔ مراد اس کی ہستی یا اس کی ذات۔
(۶) اخلیت، الاخلاء سے مشتق ہے جس کا صلہ ضمیر ہے یا کسی اسم کے ساتھ آئے تو اس کے معنی تنہائی میں ملنے کے ہوتے ہیں۔
(۷) یعنی اسے تو نے ایسی توفیق کرامت کی ہے کہ وہ تمام ماسوا سے الگ ہو کر تجھ سے تنہائی میں باتیں (مناجات وغیرہ) کرتا ہے۔
(۸) یعنی اجر و ثواب اور منازل تقرب و خوشنودی باری تعالی۔
(۹) یہ بات الہام کے طور پر دل میں پیدا کر دی ہے کہ وہ تیرا شکر کرے یا شکر کا طریقہ اس کے دل میں ڈال دیا ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

وَالَّذِيْنَ جِبَاهُهُمْ سَاجِدَةٌ لِعَظَمَتِكَ، وَعُيُوْنُهُمْ سَاهِرَةٌ فِيْ خِدْمَتِكَ، وَدُمُوْعُهُمْ سَائِلَةٌ مِنْ خَشْيَتِكَ، وَقُلُوْبُهُمْ مُتَعَلِّقَةٌ بِمَحَبَّتِكَ، وَأَفْئِدَتُهُمْ مُنْخَلِعَةٌ مِنْ مَهَابَتِكَ. يَامَنْ أَنْوَارُ قُدْسِهِ لِاَبْصَارِ مُحِبِّيْهِ رَائِقَةٌ، وَسُبُحَاتُ وَجْهِهِ لِقُلُوْبِ عَارِفِيْهِ شَائِقَةٌ. يَا مُنَى قُلُوْبِ الْمُشْتَاقِيْنَ، وَيَا غَايَةَ آمَالِ الْمُحِبِّيْنَ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَحُبَّ كُلِّ عَمَلٍ يُوْصِلُنِيْ إِلٰى قُرْبِكَ، وَأَنْ

کر دیا ہے اور جسے تو نے اپنی طاقت میں مشغول کر لیا ہے اور جس کو تو نے اپنی نیک مخلوق(۱) میں قرار دیا ہے اور جس کو تو نے اپنی مناجات کے لیے انتخاب کر لیا ہے اور جس سے تو نے ہر اس(۲) چیز کو الگ رکھا ہے جو اسے تجھ سے الگ کر سکتی ہے۔ اے معبود! ہمیں اُن لوگوں میں سے قرار دے جن کی خُو تیری(۳) امنگ اور شوق ہے اور جن کی عادت(۴) گریہ وزاری اور(۵) نالہ ہے جن کی پیشانیاں تیری عظمت کے لیے سجدہ گزار ہیں اور جن کی آنکھیں تیری خدمت(۶) میں بیدار رہتی ہیں اور جن کے آنسو تیرے خوف سے بہتے رہتے ہیں اور جن کے دل تیری محبت سے چمٹے ہوئے ہیں اور جن کے قلوب تیرے رعب سے مضطرب(۷) ہیں۔ اے وہ (معبود) جس کی پاکیزگی کے جلوے اس کے دوستوں کی آنکھوں کے لیے خوش گوار ہیں اور جس کی ذات کی بزرگیاں اس کے پہچاننے والوں کے دلوں کو شوق دلانے والی ہیں! اے مشتاقوں کے دلوں کی آرزو اور اے دوست

(۱) نیک مخلوق میں انسان جن اور فرشتے سب شامل ہیں۔
(۲) مراد گناہ۔
(۳) الارتیاح لغوی معنی خوشی مراد امنگ اور نشاط یعنی تجھ تک پہنچنے کی امنگ۔
(۴) دیدنہم ان کی عادت (المنجد)
(۵) یعنی جو خوف الٰہی سے روتے رہتے ہیں۔
(۶) مراد عبادت۔
(۷) الانخلاع لغوی معنی مٹ جانا۔ اکھڑ جانا۔ زائل ہونا۔ مراد مضطرب ہونا۔



Presented by Ziaraat.Com

تَجْعَلَكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا سِوَاكَ.
وَأَنْ تَجْعَلَ حُبِّي إِيَّاكَ قَائِدًا إِلَى
رِضْوَانِكَ، وَشَوْقِي إِلَيْكَ زَآئِدًا
عَنْ عِصْيَانِكَ، وَامْنُنْ بِالنَّظَرِ
إِلَيْكَ عَلَيَّ، وَانْظُرْ بِعَيْنِ الْوُدِّ
وَالْعَطْفِ إِلَيَّ، وَلَا تَصْرِفْ عَنِّي
وَجْهَكَ، وَاجْعَلْنِي مِنْ أَهْلِ
الْإِسْعَادِ وَالْحُظْوَةِ عِنْدَكَ، يَا
مُجِيبُ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

رکھنے والوں کی تمناؤں کی انتہا میں تجھ سے سوال کرتا
ہوں(۱) تیری محبت کا اور اس شخص کی محبت کا جو تجھے
دوست رکھتا ہے اور ہر اس عمل کی محبت کا جو مجھے
تیرے قرب میں پہنچا دے۔ اور یہ (سوال کرتا
ہوں) کہ بنا دے تو اپنے آپ کو زیادہ محبوب میرے
لیے ہر اس ذات سے جو تیرے ماسوا ہے اور(۲) یہ کہ
بنا دے تو میرے (اس) عشق کو جو کہ خاص تجھ سے
ہے تیری خوشنودی کی طرف لے جانے والا(۳) اور
میرے شوق کو جو کہ تیرے متعلق ہے اپنی نافرمانی
سے روکنے والا اور اپنی جانب(۴) (میری) نظر کو موڑ
کر مجھ پر احسان(۵) کر اور میری طرف شفقت اور
مہربانی کی نظر سے دیکھ(۶) اور مجھ سے اپنا منہ مت
پھیر(۷) اور قرار دے مجھکو(۸) اپنے نزدیک سعادت
پانے والے اور رتبہ والے لوگوں میں اے (دعا)
قبول کرنے والے اے سب رحم کرنے والوں سے
زیادہ رحم کرنے والے۔

---

(۱) یعنی تمام چیزوں کی بہ نسبت تو مجھے زیادہ محبوب ہو۔
(۲) یعنی یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے تیری ذات سے جو عشق و
محبت ہے یہ مجھے تیری رضامندی کا مستحق بنا دے۔
(۳) یعنی تیرا جو اشتیاق میرے دل میں ہے یہ مجھے نافرمانی
سے باز رکھے۔
(۴) بالنظر الیک کے لفظی معنی ہیں تیری طرف نظر کرنے سے یا
تیری طرف نظر کر کے سیاق کلام میں میری جانب نظر موڑ کر رہا ہے۔
(۵) یا احسان علی کا ترجمہ ہے۔
(۶) یعنی ملتفت ہو۔
(۷) یعنی ان لوگوں میں شامل کر جو تیرے نزدیک سعادت
اور رتبہ پاتے ہیں۔
(۸) یعنی تیری بارگاہ میں باریاب ہونے کے لیے۔



Presented by Ziaraat.Com

## اَلْعَاشِرُ۔ مُنَاجَاتُ الْمُتَوَسِّلِيْنَ
### (دسویں مناجات۔ وسیلہ تلاش کرنے والوں کی دعا)

إِلٰهِيْ لَيْسَ لِيْ وَسِيْلَةٌ إِلَيْكَ إِلَّا
عَوَاطِفُ رَأْفَتِكَ، وَلَا لِيْ ذَرِيْعَةٌ
إِلَيْكَ إِلَّا عَوَارِفُ رَحْمَتِكَ،
وَشَفَاعَةُ نَبِيِّكَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ،
وَمُنْقِذِ الْأُمَّةِ مِنَ الْغُمَّةِ،
فَاجْعَلْهُمَا لِيْ سَبَبًا إِلَىٰ نَيْلِ
غُفْرَانِكَ، وَصَيِّرْهُمَا لِيْ وُصْلَةً إِلَى
الْفَوْزِ بِرِضْوَانِكَ، وَقَدْ حَلَّ
رَجَائِيْ بِحَرَمِ كَرَمِكَ، وَحَطَّ طَمَعِيْ

اے میرے معبودا! میرے پاس تیری (بارگاہ) کی (۱) طرف کوئی وسیلہ نہیں ہے سوائے تیری مہربانی کی شفقتوں کے اور نہ میرے پاس تیری (۲) جانب کوئی ذریعہ ہے سوائے تیری رحمت کی عطاؤں کے اور (نیز) تیرے (۳) نبیؐ کی سفارش کے جو کہ رحمت (۴) کے پیغمبر ہیں اور (جو) امت کو غم سے چھڑانے والے ہیں پس قرار دے ان دونوں (۵) (وسیلوں) کو میرے لیے (۶) اپنی مغفرت کے حاصل کرنے کا سبب اور بنا دے ان دونوں کو میرے لیے اپنی خوشنودی پر فائز ہونے کا وسیلہ جب کہ بلا شک میری امید تیری سخاوت کی حفاظت (۷) گاہ میں آ چکی ہے اور میری طمع تیری بخشش کے صحن میں ڈیرے (۸) ڈال چکی

---

(۱) یعنی تیری بارگاہ میں باریاب ہونے کے لیے۔

(۲) تیری جانب جانے اور پہنچنے کے لیے۔

(۳) یعنی دوسرا ذریعہ تیرے نبیؐ کی سفارش ہے جس کے وسیلہ سے میں تجھ تک پہنچ سکتا ہوں۔

(۴) یعنی جنہیں تو نے ایسا مجسم رحمت بنا کر بھیجا ہے کہ وہ تمام انبیاء میں پیغمبر رحمت کہلاتے ہیں۔

(۵) اپنی رحمت اور اپنے نبیؐ کی شفاعت دونوں کو میری نجات کا ذریعہ بنا دے۔

(۶) یعنی تیری۔

(۷) تو اب تیری رحمت کے علاوہ نظر بھی نہیں جاتی ہے کہ تو امیدوار کو نا امید نہ بنائے۔

(۸) حط لغوی معنی اتری ہے منازل ہوئی ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

بِفِنَاءِ جُودِكَ. فَحَقِّقْ فِيكَ أَمَلِي وَاخْتِمْ بِالْخَيْرِ عَمَلِي، وَاجْعَلْنِي مِنْ صَفْوَتِكَ الَّذِينَ أَحْلَلْتَهُمْ بُحْبُوحَةَ جَنَّتِكَ، وَبَوَّأْتَهُمْ دَارَ كَرَامَتِكَ وَأَقْرَرْتَ أَعْيُنَهُمْ بِالنَّظَرِ إِلَيْكَ يَوْمَ لِقَائِكَ، وَأَوْرَثْتَهُمْ مَنَازِلَ الصِّدْقِ فِي جِوَارِكَ. يَا مَنْ لَا يَفِدُ الْوَافِدُونَ عَلَى أَكْرَمَ مِنْهُ، وَلَا يَجِدُ الْقَاصِدُونَ أَرْحَمَ مِنْهُ، يَا خَيْرَ مَنْ خَلَا بِهِ وَحِيدٌ وَيَا أَعْطَفَ مَنْ

ہے پس سچ (۱) کر دکھا میری اس امید کو جو تیرے بارے میں ہے اور میرے کام کا خاتمہ بخیر کر دے۔ اور مجھے اپنے (ان) برگزیدہ لوگوں میں سے قرار دے، جنہیں تو نے فروکش کیا ہے اپنی جنت کے وسط میں اور جنہیں تو نے اپنی (۲) بزرگی کے گھر میں جگہ دی ہے اور جن کی آنکھوں کو تو نے اپنی ملاقات کے دن (۳) اپنی جانب (۴) نظر ڈالنے کی ٹھنڈک عطا کی ہے اور جنہیں تو نے اپنے قُرب میں دوستی کی منزلوں کا وارث (مالک) بنایا ہے اے وہ (معبود) کہ آنے (۵) والے (مہمان) جس سے زیادہ کریم کی طرف (کبھی) نہیں آئیں گے اور (۶) قصد کرنے والے اس سے زیادہ رحم کرنے والا (کبھی) نہیں پائیں گے اے بہترین ہستی جس سے کوئی یکہ (۷) و تنہا خلوت (۸)

---

(۱) تحقیق لغوی معنی ثابت کر دے۔ محقق کر دے۔ سچ کر دکھا۔
(۲) یعنی ان کے لیے ایسی منزل مقرر کی ہے جو تیری بزرگی کے شایانِ شان ہے۔
(۳) یعنی روزِ قیامت۔
(۴) تجلیاتِ الٰہی کا نظارہ جو عالمِ جسمانیات میں کبھی نہیں دیکھا۔
(۵) اس امر کی جانب حسنِ طلب کے طور پر اشارہ مقصود ہے کہ تو کائنات میں سب سے زیادہ کریم ہے اور ہم سب اس روز ایسے کریم کے مہمان ہوں گے ظاہر ہے کہ ہر کریم کو یہی زیب دیتا ہے کہ وہ اپنے مہمان کے ساتھ شفقت و مدارات کے ساتھ پیش آئے۔
(۶) القصد، المقصد، اس کی طرف جانا (المنجد)
(۷) وحید وہ شخص جو اکیلا ہو اور تنہا ہو۔
(۸) خلوت میں ملنے سے مراد یہ ہے کہ تمام ماسوا سے قطع تعلق کر کے اور ہر خیال کو دل سے نکال کر رجوع قلب سے تیری جانب توجہ کی ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

أَوَىٰ إِلَيْهِ طَرِيْدُهُ إِلَىٰ سَعَةِ عَفْوِكَ مَدَدْتُ يَدِيْ وَبِذَيْلِ كَرَمِكَ أَعْلَقْتُ كَفِّيْ، فَلَا تُوْلِنِيْ الْحِرْمَانَ، وَلَا تُبْلِنِيْ بِالْخَيْبَةِ وَالْخُسْرَانِ، يَا سَمِيْعَ الدُّعَاءِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

میں ملا ہے اور اے مشفق ترین وہ ذات جس کی جانب کسی دُور کیے ہوئے نے پناہ لی ہے۔ تیرے عفو کی وسعت کی طرف میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا ہے اور تیرے کرم کے دامن کو میں نے تھام لیا ہے پس تو نے مجھے محروم نہ کر اور مجھ کو نا امیدی اور نقصان میں مبتلا نہ فرما۔ اے دعا کے سننے والے، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

DOT MANAGEMENT FOUNDATION ★ PAKISTAN
سبیل سکینہ سلام اللہ
www.ziaraat.com
www.shiaonline.com
SABIL-E-SAKINA ISLAMIC LIBRARY PAKISTAN



Presented by Ziaraat.Com

## اَلْحَادِي عَشَرَ ـ مُنَاجَاتُ الْمُفْتَقِرِيْنَ
## (گیارھویں مناجات ـ احتیاج مندوں کی دعا)

اِلٰهِيْ كَسْرِيْ لَا يَجْبُرُهُ اِلَّا لُطْفُكَ وَحَنَانُكَ، وَفَقْرِيْ لَا يُغْنِيْهِ اِلَّا عَطْفُكَ وَاِحْسَانُكَ، وَرَوْعَتِيْ لَا يُسَكِّنُهَا اِلَّا اَمَانُكَ، وَذِلَّتِيْ لَا يُعِزُّهَا اِلَّا سُلْطَانُكَ، وَاُمْنِيَّتِيْ لَا يُبَلِّغُنِيْهَا اِلَّا فَضْلُكَ، وَخَلَّتِيْ لَا يَسُدُّهَا اِلَّا طَوْلُكَ، وَحَاجَتِيْ لَا يَقْضِيْهَا غَيْرُكَ، وَكَرْبِيْ لَا يُفَرِّجُهُ سِوٰى رَحْمَتِكَ، وَضُرِّيْ لَا يَكْشِفُهُ غَيْرُ رَاْفَتِكَ، وَغُلَّتِيْ لَا يُبَرِّدُهَا اِلَّا وَصْلُكَ، وَلَوْعَتِيْ لَا يُطْفِئُهَا اِلَّا

اے میرے معبود! میری شکستہ حالی کی اصلاح(۱) تیری مہربانی اور لطف کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا اور میری محتاجی کو تیری شفقت اور احسان کے علاوہ کوئی تونگر(۲) نہیں بنا سکتا اور میری گھبراہٹ کو تیری امان کے سوا کوئی تسکین نہیں دے سکتا اور میری ذلت کو تیرے غلبہ اور بادشاہت کے علاوہ کوئی عزت سے نہیں بدل سکتا اور میری آرزو تک مجھ کو تیرے فضل کے علاوہ کوئی نہیں پہنچا سکتا اور میری احتیاج کو تیری عطا کے علاوہ کوئی نہیں روک سکتا اور میری حاجت کو تیرا غیر روا نہیں کر سکتا اور میرے اندوہ کو تیری رحمت کے علاوہ کوئی دور نہیں کر سکتا اور میری بدحالی کو تیری مہربانی کے علاوہ کوئی رفع نہیں کر سکتا اور میری پیاس کو تیرے وصال(۳) کے علاوہ کوئی چیز نہیں بجھا

---

(۱) لا یجبرہ کے لغوی معنی اس کو نہیں جوڑ سکتا مراد اصلاح نہیں کر سکتا۔

(۲) یعنی تونگری سے (میری محتاجی کو) تیرے احسان کے علاوہ کوئی نہیں بدل سکتا۔

(۳) وہ حالت جس میں انسان کو ترک دنیا کے بعد ایسا محسوس ہونے لگے جیسے اب خدا کے اور اس کے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں ہے اور تعینات کے تمام پردے اٹھ جانے کے بعد تجلیات ہی تجلیات موجود ہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

| | |
|---|---|
| لِقَآؤُكَ وَشَوْقِيْ إِلَيْكَ لَا يَبُلُّهُ إِلَّا النَّظَرُ إِلَى وَجْهِكَ، وَقَرَارِيْ لَا يَقِرُّ دُوْنَ دُنُوِّيْ مِنْكَ، وَلَهْفَتِيْ لَا يَرُدُّهَا إِلَّا رَوْحُكَ، وَسُقْمِيْ لَا يَشْفِيْهِ إِلَّا طِبُّكَ، وَغَمِّيْ لَا يُزِيْلُهُ إِلَّا قُرْبُكَ، وَجُرْحِيْ لَا يُبْرِئُهُ إِلَّا صَفْحُكَ، وَرَيْنُ قَلْبِيْ لَا يَجْلُوْهُ إِلَّا عَفْوُكَ، وَوَسْوَاسُ صَدْرِيْ لَا يُزِيْحُهُ إِلَّا أَمْرُكَ. فَيَا مُنْتَهٰى أَمَلِ الْاٰمِلِيْنَ، وَيَا غَايَةَ سُؤْلِ السَّآئِلِيْنَ، وَيَا أَقْصٰى طَلِبَةِ | سکتی اور میرے دل کی آگ کو تیری ملاقات(۱) کے علاوہ کوئی نہیں بجھا سکتا۔ اور مجھے تیرا جو اشتیاق ہے اسے تیرا جمال(۲) دیکھنے کے علاوہ کوئی شاداب نہیں کر سکتا اور تجھ سے میری نزدیکی کے بغیر میرا اقرار مجھے(۳) میسر نہیں آسکتا اور میرے اندوہ کو تیری رحمت(۴) کے علاوہ کوئی دور نہیں کر سکتا اور میری بیماری کو تیرے علاج کے علاوہ کوئی شفا نہیں دے سکتا اور میرے غم کو تیرے قرب کے علاوہ کوئی برطرف نہیں کر سکتا اور میرے جرم کو تیری درگزر کے علاوہ کوئی(۵) نہیں محو کر سکتا اور میرے دل کے زنگ(۶) پر تیری معافی کے علاوہ کوئی جلا نہیں کر سکتا اور میرے سینے کے وسوسوں کو تیرے(۷) امر کے علاوہ کوئی دور نہیں کر سکتا پس اے امیدواروں کی امید کے منتہا!(۸) اور اے |

(۱) ملاقات سے معرفت کی وہ منزل مراد ہے جہاں انسان کو کائنات کے ذرے ذرے میں جمال ایزدی نظر آنے لگتا ہے اور اس کے علاوہ اور کسی چیز پر نظر نہیں ٹھہرتی۔

(۲) النظر الی وجہک کے لفظی معنی ہیں تیرے چہرے پر نظر کرنا۔ مراد ہے عالم ذات و صفات کی تجلی نظر آنا۔

(۳) لا یقر کے لغوی معنی نہیں ٹھہرے گا۔ نہیں ثابت ہوگا چونکہ جملہ مذکورہ میں اس لفظ سے پہلے 'قراری' بھی آیا ہے اس لیے اس مقام پر لا یقر کے معنی 'نہیں میسر آ سکتا' کیے گئے ہیں جو سیاق کلام کے اعتبار سے موزوں اور درست ہیں۔

(۴) روح۔ رحمت۔ مدد۔ مہربانی (المنجد)

(۵) لا یبرئہ نہیں بری کر سکتا اس سے۔

(۶) کدورت اور تعفّن جو کہ گناہوں کی فکر کے باعث ہے۔

(۷) کثرت عصیاں کے باعث شیطان دل میں جو وسوسے اور توہمات باطل پیدا کرتا ہے ان سے اسی وقت نجات مل سکتی ہے جبکہ تیری توفیقات شامل حال ہوں اور تیری مشیت اور تیرا امر میری معافی گناہ ان کے متعلق جاری ہو جائے۔

(۸) یعنی جس پر تمام امیدیں تمام سوالات اور تمام طلبیں ختم ہوتی ہیں اور اس سے آگے ان چیزوں کا کوئی بالاتر مرجع اور مرکز نہیں ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

الطَّالِبِينَ، وَيَا أَعْلَىٰ رَغْبَةِ الرَّاغِبِينَ، وَيَا وَلِيَّ الصَّالِحِينَ، وَيَا أَمَانَ الْخَائِفِينَ، وَيَا مُجِيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ، وَيَا ذُخْرَ الْمُعْدِمِينَ، وَيَا كَنْزَ الْبَائِسِينَ، وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ، وَيَا قَاضِيَ حَوَائِجِ الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ، وَيَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِينَ، وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ، لَكَ تَخَضُّعِي وَسُؤَالِي، وَإِلَيْكَ تَضَرُّعِي وَابْتِهَالِي، أَسْأَلُكَ أَنْ تُنِيلَنِي مِنْ رَوْحِ رِضْوَانِكَ، وَتُدِيمَ عَلَيَّ نِعَمَ امْتِنَانِكَ، وَهَا أَنَا بِبَابِ كَرَمِكَ وَاقِفٌ، وَلِنَفَحَاتِ بِرِّكَ مُتَعَرِّضٌ،

سوال کرنے والوں کے سوال کی حد! اور اے طلب کرنے والوں کی طلب کے مرکز! اور اے رغبت کرنے والوں کے اعلیٰ ترین مرغوب(۱) اور اے نیکوکاروں کے دوست! اور اے ڈرنے والوں کے امان(۲) دینے والے! اور اے مجبوروں کی فریاد(۳) سننے والے! اور اے مفلسوں(۴) کے خزانے! اور اے تنگدستوں کے ذخیرے! اور اے فریاد کرنے والوں کے فریادرس! اور اے فقیروں اور مسکینوں کی حاجتوں کے بر لانے والے! اور اے تمام بزرگوں سے زیادہ بزرگ! اور اے کل رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے! میری عاجزی اور میرا سوال تجھ ہی سے ہے اور میری گریہ و زاری اور انکساری تیری ہی طرف ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ تک اپنی خوشنودی کی خوش گوار ہوا پہنچا دے اور مجھ پر اپنے احسان کی نعمتوں کو ہمیشہ باقی رکھ اور اب میں تیرے کرم کے دروازہ پر کھڑا ہوا ہوں اور تیری نیکی کی

---

(۱) وضع المصدر للمفعول کے طور پر، جو کہ مجاز مرسل کی ایک قسم ہے رغبۃ سے مرغوب مراد ہے۔

(۲) امان، سے بطور مجاز مرسل (وضع المصدر للفاعل کے طور پر) امان دینے والا مراد ہے۔

(۳) مجیب کے لغوی معنی جواب دینے والا۔ یعنی کسی کی پکار اور فریاد پر توجہ کرنے والا۔

(۴) المعدمین، وہ لوگ جنھوں نے اپنا سب کچھ کھو دیا ہو اور مفلس ہو گئے ہوں۔



Presented by Ziaraat.Com

وَبِحَبْلِكَ الشَّدِيْدِ مُعْتَصِمٌ، وَّبِعُرْوَتِكَ الْوُثْقٰى مُتَمَسِّكٌ. اِلٰهِىْ اِرْحَمْ عَبْدَكَ الذَّلِيْلَ، ذَا اللِّسَانِ الْكَلِيْلِ وَالْعَمَلِ الْقَلِيْلِ، وَامْنُنْ عَلَيْهِ بِطَوْلِكَ الْجَزِيْلِ، وَاكْنُفْهُ تَحْتَ ظِلِّكَ الظَّلِيْلِ، يَا كَرِيْمُ يَا جَمِيْلُ، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

خوشبوؤں کے درپے(۱) ہوں اور تیری مضبوط (۲) رسی کو تھامے ہوئے ہوں اور تیرے باوثوق (۳) وسیلہ سے وابستہ ہوں۔ اے میرے معبود! اپنے حقیر بندے پر رحم فرما جس کی (۴) زبان کند ہے اور جس کا عمل کم ہے اور اس پر اپنی بڑی عطا کے ذریعہ احسان کر اور اسے اپنے گھنے سایہ (۵) کے نیچے پناہ دے اے رحم کرنے والے! اے نیکی کرنے والے! اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

---

(۱) یعنی ان تک پہنچنے اور انہیں حاصل کرنے کی جستجو میں ہوں۔

(۲) عموماً مضبوط رسی اور عروہ وثقی وغیرہ سے دین اور شریعت کا استعارہ کیا جاتا ہے مگر اس جگہ سیاق و سباق کے اعتبار سے رحمت باری تعالی مراد ہے جس کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوگا اور جو اس قدر محکم و مستحکم ہے کہ جس پر نازل ہو جائے پھر مصیبتوں کے وزنی پہاڑ بھی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتے۔

(۳) مضبوط حلقہ۔ اسی سے ہے "استمسک بالعروة الوثقى" اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا (المنجد)

(۴) یعنی عمل صالح کا ذخیرہ کم ہونے کی وجہ سے جس کی زبان نہیں کھلتی۔

(۵) ظلک الظلیل کے لفظی معنی تیرا سایہ فگن سایہ۔ مراد گھنا سایہ جس طرح گھنا سایہ آفتاب کی تمازت سے حفاظت کرتا ہے اسی طرح تیری رحمت مجھ کو گرمی عذاب سے محفوظ رکھے۔



Presented by Ziaraat.Com

## الثَّانِي عَشَرَ. مُنَاجَاتُ لِلرَّاغِبِيْنَ

## (بارھویں مناجات۔ رغبت کرنے والوں کی دعا)

إِلٰهِيْ قَصُرَتِ الْأَلْسُنُ عَنْ بُلُوْغِ ثَنَائِكَ كَمَا يَلِيْقُ بِجَلَالِكَ وَعَجَزَتِ الْعُقُوْلُ عَنْ إِدْرَاكِ كُنْهِ جَمَالِكَ وَانْحَسَرَتِ الْأَبْصَارُ دُوْنَ النَّظَرِ إِلٰى سُبُحَاتِ وَجْهِكَ وَلَمْ تَجْعَلْ لِلْخَلْقِ طَرِيْقًا إِلٰى مَعْرِفَتِكَ إِلَّا بِالْعَجْزِ عَنْ مَعْرِفَتِكَ. إِلٰهِيْ فَاجْعَلْنَا مِنَ الَّذِيْنَ تَرَسَّخَتْ أَشْجَارُ الشَّوْقِ إِلَيْكَ فِيْ حَدَائِقِ صُدُوْرِهِمْ وَأَخَذَتْ لَوْعَةُ مَحَبَّتِكَ بِمَجَامِعِ

اے میرے معبود! زبانیں تیری حمد وثنا تک پہنچنے سے جیسی کہ وہ (ثنا) تیری جلالت کی شایانِ شان(۱) ہے قاصر ہیں، اور عقلیں تیرے جمال(۲) کی حقیقت(۳) دریافت کرنے سے عاجز اور آنکھیں تیری ذات(۴) کی بزرگیوں کی جانب دیکھنے سے مجبور(۵) ومحروم ہیں اور نہیں قرار دیا تو نے مخلوق کے لیے اپنی معرفت کی جانب کوئی راستہ(۶) سوائے تیری معرفت سے عاجز رہنے کے۔ اے میرے معبود! پس تو ہم کو ان لوگوں میں سے قرار دے جن کے سینوں کے باغوں (۷) میں تیرے اشتیاق کے درخت لہلہا رہے ہیں اور قبضہ کرلیا(۸) ہے (یا گھیر لیا ہے) تیری محبت کے سوز نے

---

(۱) یعنی شایانِ شان حمد وثنا کرنے سے۔
(۲) مراد صفاتِ کمالیہ (۳) کنہ: حقیقتِ شے وجوہرِ شے (المنجد)
(۴) وجہک کے لفظی معنی تیرا چہرہ، مراد تیری ہستی اور تیری ذات۔
(۵) انحسرت، لغوی معنی (آنکھیں) کھلی ہوئی رہ گئیں (المنجد) یعنی ہر وقت دیکھنے کی آرزو میں کھلی رہ گئیں مگر دیکھ نہیں سکتیں۔ لازم معنی کے طور پر مجبوری ومحرومی مراد ہے۔

(۶) یعنی تیری انتہائے معرفت یہی ہے کہ انسان معرفت کی راہ میں جد وجہد کرنے کے بعد بصمیمِ قلب سے اعتراف کرلے کہ ممکن کے لیے تیری کنہِ ذات تک پہنچنا ناممکن ہے۔
(۷) جمع حدیقہ، باغ حدیقہ اور جمع حدائق ہے کیونکہ عارفانِ الٰہی کے سینے بھی ہوئے معرفت سے معطر رہتے ہیں۔
(۸) اخذت لفظی معنی لیا ہے، مراد گھیر لیا ہے یا قبضہ کرلیا ہے یا گھیر لیا ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

قُلُوْبِهِمْ، فَهُمْ إِلٰى أَوْكَارِ الْأَفْكَارِ يَأْوُوْنَ وَفِيْ رِيَاضِ الْقُرْبِ وَالْمُكَاشَفَةِ يَرْتَعُوْنَ وَمِنْ حِيَاضِ الْمَحَبَّةِ بِكَأْسِ الْمُلَاطَفَةِ يَكْرَعُوْنَ، وَشَرَايِعَ الْمُصَافَاتِ يَرِدُوْنَ قَدْ كُشِفَ الْغِطَآءُ عَنْ أَبْصَارِهِمْ وَانْجَلَتْ ظُلْمَةُ الرَّيْبِ عَنْ عَقَائِدِهِمْ، وَانْتَفَتْ مُخَالَجَةُ الشَّكِّ عَنْ قُلُوْبِهِمْ وَسَرَآئِرِهِمْ، انْشَرَحَتْ بِتَحْقِيْقِ الْمَعْرِفَةِ صُدُوْرُهُمْ وَعَلَتْ لِسَبْقِ السَّعَادَةِ فِي الزَّهَادَةِ هِمَمُهُمْ، وَعَذُبَ فِيْ

جن کے دلوں کی مجلسوں (۱) پر۔ پس وہ (لوگ) فکروں (خیالات) کے آشیانوں (۲) کی طرف پناہ گیر ہیں اور قرب الٰہی اور مکاشفہ (۳) کے باغات میں پرورش پاتے ہیں اور محبت کے چشموں سے، لطف و کرم کے پیالہ کے ذریعہ سیراب ہوتے ہیں اور خلوص کے گھاٹوں پر وارد ہوتے ہیں یقینا (۴) پردے ان کی نگاہوں سے ہٹ گئے ہیں اور شک (۵) کی تاریکی ان کے عقیدوں اور ان کے ضمیروں سے زائل ہو گئی ہے اور دور ہو چکی ہے شبہ کی خلل اندازی (۶) ان کے دلوں سے اور ان کے دلوں کی گہرائیوں سے اور معرفت کی تحقیق (اور حقانیت) سے ان کے سینے کشادہ ہو گئے ہیں اور ان کی ہمتیں زہد و تقویٰ (۶) (کے معاملے) میں سعادت کے غالب آجانے کی وجہ سے بلند ہیں اور ان کا پانی

---

(۱) مجامع قلوبہم ان کے دلوں کی مجلسیں۔ ظاہر ہے کہ دلوں میں خیالات ہی اکٹھا ہوتے ہیں اور لازم معنی کے طور پر مجامع سے وہی مراد ہیں۔

(۲) یعنی ہر وقت عرفان الٰہی کے خیالات میں مستغرق ہیں اور جس طرح پرندہ آشیانے میں ساری دنیا سے یکسو ہو کر بیٹھتا ہے۔ اسی طرح وہ ماسوا اللہ سے قطع تعلق کر کے عالم محویت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

(۳) مکاشفہ، معرفت کی وہ منزل جہاں دل کا براہ راست خداوند تعالیٰ سے تعلق ہو جاتا ہے اور اس پر اسرار قدرت منکشف ہونے لگتے ہیں۔

(۴) یعنی ماسوا اللہ کی محبت جو کہ خدائے تعالیٰ کے اور ان کے درمیان پردہ بنی ہوئی تھی، ان کے دلوں سے دور ہو گئی ہے۔

(۵) یعنی اصول شریعت میں ان کے عقیدے پختہ ہیں اور کسی قسم کے شک و شبہ کو ان کے دلوں میں راہ نہیں ہے۔

(٦) مخالجۃ کسی معاملہ کا دل کو سوچ بچار میں ڈال دینا۔

| | |
|---|---|
| مَعِيْنِ الْمُعَامَلَةِ شِرْبُهُمْ وَطَابَ فِيْ مَجْلِسِ الْاُنْسِ سِرُّهُمْ، وَاَمِنَ فِيْ مَوْطِنِ الْمَخَافَةِ سِرْبُهُمْ وَاطْمَاَنَّتْ بِالرُّجُوْعِ اِلٰى رَبِّ الْاَرْبَابِ اَنْفُسُهُمْ، وَتَيَقَّنَتْ بِالْفَوْزِ وَالْفَلَاحِ اَرْوَاحُهُمْ، وَقَرَّتْ بِالنَّظَرِ اِلٰى مَحْبُوْبِهِمْ اَعْيُنُهُمْ وَاسْتَقَرَّ بِاِدْرَاكِ السُّؤْلِ وَنَيْلِ الْمَاْمُوْلِ قَرَارُهُمْ، وَرَبِحَتْ فِيْ بَيْعِ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ تِجَارَتُهُمْ. اِلٰهِيْ مَا اَلَذَّ خَوَاطِرَ الْاِلْهَامِ بِذِكْرِكَ عَلَى الْقُلُوْبِ، وَمَا اَحْلَى الْمَسِيْرَ | معالمت (۱) کے بے لوث (۲) ہونے کے مسئلے میں شیریں ہے اور انس ومحبت کی مجلس میں ان کا باطن (۳) اچھا اور عمدہ ہے اور خوف کے مقامات میں ان کا گروہ بے خوف ہے اور سب پالنے والوں کے پالنے والے کی طرف رجوع کرنے کے باعث ان کے دل مطمئن ہیں اور ان کی روحوں نے فتحمندی اور رُستگاری کا یقین کر لیا ہے اور اپنے محبوب (۴) کو دیکھنے کی وجہ سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہیں اور خواہش (۵) کے پا لینے اور آرزو کے مل جانے سے انہیں قرار مل گیا ہے اور دنیا کو آخرت کے عوض میں فروخت کر دینے سے ان کی تجارت نفع بخش رہی ہے۔ اے میرے معبود! کس قدر خوش گوار ہیں (وہ) الہام (۶) کے خیالات (۷) جو تیری یاد کے باعث دلوں پر ہوتا ہے اور کس قدر شیریں ہے تیری |

(۱) چونکہ زہد وتقوی کے معاملے میں سعادت (جس سے اس جگہ توفیق الٰہی مراد ہے) غالب آ چکی ہے، اس لیے وہ بڑی عالی ہمتی سے ترک گناہ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

(۲) وہ معاملہ جو عبد ومعبود کے درمیان ہے یعنی اطاعت اور اس کی قبولیت۔

(۳) معین کے لغوی معنی جاری چشمہ کے ہیں چشمہ جاری کے لیے یہ لازم ہے کہ اس کا پانی خالص اور صاف ہوتا ہے۔ اس جگہ لزوم بول کر لازم مراد لینے کے طور پر معین سے خالص مراد ہے۔ یعنی وہ معاملہ اغراض کی کدورتوں سے پاک و صاف اور بے لوث ہو۔

(۳) بھید، راز۔ یہیں مراد باطن۔

(۵) یعنی کمال معرفت کے باعث جمال الٰہی ہر وقت پیش نظر رہتا ہے اس لیے آنکھیں روشن اور خنک ہیں۔

(۶) السُّؤل وہ چیز جس کا سوال کیا گیا یا جو مانگی گئی۔ مراد خواہش۔

(۷) الالہام اللہ تعالیٰ کا انسان کے دل میں ایسا ادراک پیدا کرنا جو کسی فعل کے ارتکاب یا ترک پر آمادہ کر دے (المنجد) یعنی توفیق۔



Presented by Ziaraat.Com

إِلَيْكَ بِالْأَوْهَامِ فِيْ مَسَالِكِ
الْغُيُوْبِ، وَمَا أَطْيَبَ طَعْمَ
حُبِّكَ، وَمَا أَعْذَبَ شِرْبَ قُرْبِكَ
فَأَعِذْنَا مِنْ طَرْدِكَ وَإِبْعَادِكَ،
وَاجْعَلْنَا مِنْ أَخَصِّ عَارِفِيْكَ
وَأَصْلَحِ عِبَادِكَ، وَأَصْدَقِ
طَآئِعِيْكَ وَأَخْلَصِ عُبَّادِكَ. يَا
عَظِيْمُ، يَا جَلِيْلُ، يَا كَرِيْمُ، يَا
مُنِيْلُ بِرَحْمَتِكَ وَمَنِّكَ يَا أَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ.

طرف جانا جس(۱) باطنی کے ذریعہ غیب کے(۲) راستوں میں (گزر کر) اور کس قدر پسندیدہ ہے تیری محبت کا مزہ اور کتنا شیریں ہے تیرے وصال (تقرب) کا شربت پس ہمیں اپنے ہانکنے اور دھتکارنے سے پناہ میں رکھ اور ہم کو اپنے مخصوص ترین شناساؤں اور صالح ترین بندوں اور مخلص ترین فرمانبرداروں اور خالص ترین عبادت گزاروں میں قرار دے۔ اے صاحب عظمت! اے صاحب جلالت۔ اے صاحب کرم اور اے صاحب عطا۔ اپنی رحمت اور احسان کے صدقہ میں، اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

---

(۱) یعنی وہ پاک خیالات جو ذکرِ الٰہی کی کثرت کے باعث دل میں توفیقِ الٰہی سے پیدا ہوتے ہیں۔

(۲) الاوھام جمع وھم، وہ حس باطنی جس کا کام ان معانی جزئیہ کا ادراک کرنا ہے جن کا تعلق محسوسات سے ہے جیسے بھیڑیے کی شجاعت یا بکری کی بزدلی وغیرہ (المنجد) اسی طرح حواسے عقلی کی طرف جانے میں جس باطنی ماسے عقل کی ناپائیداری اور دائمی لذت کا احساس کرتا ہے جو کہ [illegible] کے [illegible] کام نہ آئے گی [illegible] جس انسان کو اللہ کی طرف جلدی جلدی لے جاتی ہے۔

نوٹ:۔ اوھام، کشادہ راستوں کے معنی میں بھی آیا ہے یہ معنی بھی اس جگہ درست ہیں۔

(۱) اس جملہ سے اس امر کی جانب اشارہ مقصود ہے کہ الہامی خیالات دل میں آنے کے بعد اہل اللہ کا حسن باطنی غیب کی منزلوں میں محسوسات کی طرف گزرتا ہے اور عالم آخرت کی پائیداری اور دوامی لذتوں کا احساس کرکے انسان کو اللہ کی طرف بڑھاتا ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

## الثَّالِثُ عَشَرَ. مُنَاجَاتُ الذَّاكِرِيْنَ
### (تیرھویں مناجات۔ ذکر کرنے والوں کی دعا)

إِلٰهِيْ لَوْلَا الْوَاجِبُ مِنْ قَبُوْلِ أَمْرِكَ لَنَزَّهْتُكَ مِنْ ذِكْرِيْ إِيَّاكَ، عَلٰى أَنَّ ذِكْرِيْ لَكَ بِقَدْرِيْ، لَا بِقَدْرِكَ، وَمَا عَسٰى أَنْ يَبْلُغَ مِقْدَارِيْ، حَتّٰى أُجْعَلَ مَحَلًّا لِتَقْدِيْسِكَ، وَمِنْ أَعْظَمِ النِّعَمِ عَلَيْنَا جَرَيَانُ ذِكْرِكَ عَلٰى أَلْسِنَتِنَا، وَإِذْنُكَ لَنَا بِدُعَآئِكَ، وَتَنْزِيْهِكَ وَتَسْبِيْحِكَ. إِلٰهِيْ فَأَلْهِمْنَا ذِكْرَكَ فِي الْخَلَاءِ

اے میرے معبود! اگر تیرے حکم کو قبول کرنا واجب نہ ہوتا تو میں تجھ کو اپنی یاد (۱) سے دور (۲) رکھتا لیکن یہ کہ میرا تجھ کو یاد کرنا (۳) میری حیثیت کے مطابق ہے نہ کہ تیری حیثیت کے مطابق اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ میرا اندازہ یہاں تک پہنچے کہ میں تیری پاکیزگی کا مرتبہ معین کروں اور بڑی نعمتوں میں سے جو کہ ہم پر (۴) ہیں، ہماری زبانوں پر تیری ذکر کا جاری ہونا اور تیرا ہم کو اپنے پکارنے اور تیری پاکیزگی اور بزرگی کو بیان کرنے کی اجازت (۵) دینا ہے۔ اے میرے معبود! پس (۶) ہمارے دلوں میں ڈال دے اپنا ذکر خلوت (۷) اور جلوت میں۔ اور رات اور دن

---

(۱) ذکر، یاد، زبان پر جاری کرنا یا دل میں گزرنا۔

(۲) کو عکث تجھ کو بری بات سے دور کرنا مطلب یہ ہے کہ اپنی زبان پر یا اپنے دل میں جو کہ دنیا میں بہر حال آلودہ ہے تیرے مقدس ذکر کو جو کہ میرے دل یا زبان پر جاری ہونے سے بالاتر ہے جگہ دے کر سوء ادب کا مرتکب نہ ہوتا مگر کیا کروں تیرے حکم سے مجبور ہوں کیونکہ تو نے اپنے ذکر کا حکم دیا ہے (جس کا تذکرہ دعا کے بعد والے کلمات میں ہے۔)

(۳) عسیٰ کا ترجمہ جو کہ اس جگہ استعمال کے حق میں آیا ہے۔

(۴) یعنی جو کہ تو نے ہمیں عطا کی ہیں۔

(۵) یعنی یہ دو نعمتیں تیری بڑی نعمتوں میں سے ہیں کہ تو نے ہمیں اپنے پکارنے کی اور اپنی پاکیزگی و بزرگی بیان کرنے کی اجازت دی۔

(۶) یعنی جبکہ ایسا ہے تو پھر۔

(۷) تنہائی میں اور اجتماع میں یعنی خلوت و جلوت میں۔



Presented by Ziaraat.Com

وَالْمَلَاءِ، وَاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَالْإِعْلَانِ وَالْإِسْرَارِ، وَفِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَآنِسْنَا بِالذِّكْرِ الْخَفِيِّ، وَاسْتَعْمِلْنَا بِالْعَمَلِ الزَّكِيِّ وَالسَّعْيِ الْمَرْضِيِّ، وَجَازِنَا بِالْمِيْزَانِ الْوَفِيِّ. إِلٰهِيْ بِكَ هَامَتِ الْقُلُوْبُ الْوَالِهَةُ، وَعَلٰى مَعْرِفَتِكَ جُمِعَتِ الْعُقُوْلُ الْمُتَبَايِنَةُ، فَلَا تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ إِلَّا بِذِكْرَاكَ، وَلَا تَسْكُنُ النُّفُوْسُ إِلَّا عِنْدَ رُؤْيَاكَ، أَنْتَ الْمُسَبَّحُ فِيْ كُلِّ

میں آشکار(۱) اور پوشیدہ(۲) طور پر اور آسائش میں اور پریشانی میں، اور ہم کو مخفی(۳) یاد سے مانوس کر دے اور ہمیں پاکیزہ عمل اور پسندیدہ کوشش کے کام میں(۴) لا اور صلہ(۵) دے ہم کو پوری تول(۶) کے ساتھ۔ اے میرے معبود! حیران(۷) دل تیرے عاشق ہو گئے ہیں اور مختلف اور متضاد عقلیں تیری معرفت پر متفق ہیں۔ پس قلوب سوائے تیرے ذکر کے (اور کسی بات سے) مطمئن نہیں ہوتے اور نفس سوائے تیرے دیدار کے (اور کسی شے سے) سکون نہیں پاتے۔ تیری ہر جگہ تسبیح کی جاتی ہے اور تو ہر زمانے میں مستحق(۸) عبادت سمجھا گیا ہے اور تو ہر وقت(۹) میں موجود ہے اور ہر زبان(۱۰) سے پکارا گیا ہے۔ اور ہر دل میں صاحب عظمت ہے اور میں معافی چاہتا

---

(۱) یعنی زبان سے۔

(۲) یعنی دل ہی دل میں۔

(۳) یعنی دل میں اس بات کا انس پیدا کر دے کہ ہم ہر وقت تجھ سے لو لگائے رہیں اور جب زبان سے تیرا نام نہ لیں تب بھی تیرا دھیان رہے۔

(۴) یعنی اس بات کی توفیق دے کہ ہم اچھے عمل بجالائیں اور ایسی کوشش کریں جو محمود ہو یعنی تیرا تقرب حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہیں۔ (۵) جزاء۔ صلہ دے۔ بدلہ عطا کر۔

(۶) ظاہر ہے کہ بندہ جو عمل توفیق الٰہی شامل ہونے کے بعد بجالائے گا وہ اس طرح مقبول ہوگا جو قبولیت کا حق ہے اور ایسی صورت میں اس عمل کا صلہ اتنا کثیر ہوگا جس کا اندازہ بیان سے باہر ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر دعا کے مذکورہ بالا جملوں میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اگر ایک عمل بھی مقبول ہو جائے تو اس کا پورا صلہ اس قدر زیادہ ہوگا جو انسان کی مغفرت اور حرص کی تسکین کے لیے کافی ہے۔

(۷) عقل جن پر تجلیات کے دیکھنے سے حیرت کی حالت طاری ہو گئی ہے۔

(۸) المعبود جس کی عبادت کی جائے یہاں سے مستحق عبادت سمجھا جائے مراد ہے۔ (۹) ماضی و مستقبل و حال میں۔

(۱۰) مشکل میں دوست دشمن سب پکارتے ہیں یا یہ کہ ہر ذرہ کی زبان تیری تسبیح میں مصروف رہتی ہے۔

مَكَانٍ، وَالْمَعْبُودُ فِي كُلِّ زَمَانٍ، وَالْمَوْجُودُ فِي كُلِّ أَوَانٍ، وَالْمَدْعُوُّ بِكُلِّ لِسَانٍ، وَالْمُعَظَّمُ فِي كُلِّ جَنَانٍ، وَأَسْتَغْفِرُكَ مِنْ كُلِّ لَذَّةٍ بِغَيْرِ ذِكْرِكَ، وَمِنْ كُلِّ رَاحَةٍ بِغَيْرِ أُنْسِكَ، وَمِنْ كُلِّ سُرُورٍ بِغَيْرِ قُرْبِكَ، وَمِنْ كُلِّ شُغْلٍ بِغَيْرِ طَاعَتِكَ. إِلٰهِي أَنْتَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا وَقُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ: فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ فَأَمَرْتَنَا بِذِكْرِكَ،

ہوں تجھ سے ہر اس لذت سے جو تیرے ذکر کے علاوہ ہو اور ہر اس راحت سے جو تیرے انس کے ماسوا ہو اور ہر اس خوشی سے جو تیرے قرب کے علاوہ ہو اور ہر اس مشغلہ سے جو تیری عبادت کا غیر ہو۔ اے میرے معبود! تو نے فرمایا ہے اور تیرا فرمانا حق ہے۔ "اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کو بہت (۱) بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔" نیز (۲) تو نے فرمایا ہے اور تیرا فرمانا درست ہے "تم مجھے یاد کرو تو میں تمہیں یاد رکھوں گا، اس (۳) سے ظاہر ہے کہ تو نے ہمیں اپنی یاد کا حکم دیا اور اس پر ہم سے یہ وعدہ کیا کہ کہ تو ہمیں یاد رکھے گا، ہمارا شرف بڑھانے اور ہماری عظمت و جلالت (۴) دکھانے کے لیے اور ہاں اب

---

(۱) اذکرو اللہ ذکرا کے لفظی معنی ہیں "اللہ کو بہت یاد کرو" اور جب اس کے ساتھ "کثیرا" بڑھا دیا گیا تو اس سے مزید زور پیدا ہو گیا، ترجمہ میں اس لیے "بہت بہت" کا لفظ تکرار کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

(۲) "و" کا ترجمہ ہے۔ (۳) "ف" کا مفہوم ہے۔

(۴) یعنی ہمیں یاد رکھنے کا وعدہ صرف اس غرض سے کیا ہے کہ اس سے ہمارا شرف بڑھ جائے اور ہماری وہ عظمت و جلالت ظاہر ہو جائے جو ذکر الٰہی کی بدولت حاصل ہوئی ہے۔



Presented by Ziaraat.Com

وَوَعَدْتَّنَا عَلَيْهِ أَنْ نَذْكُرَنَا تَشْرِيْفًا لَنَا وَتَفْخِيمًا وَإِعْظَامًا، وَهَا نَحْنُ ذَاكِرُوْكَ كَمَا أَمَرْتَنَا، فَأَنْجِزْ لَنَا مَا وَعَدْتَّنَا يَا ذَاكِرَ الذَّاكِرِيْنَ، وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

ہم تیرا ذکر (اس طرح) کر رہے ہیں جس طرح کہ تو نے ہم کو حکم دیا ہے پس پورا کر تو ہمارے لیے اس وعدے کو جو تو نے کیا ہے، اے یاد کرنے والوں کو یاد رکھنے والے اور اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

DOT MANAGEMENT FOUNDATION
سبیل سکینہ سلام اللہ
www.ziaraat.com
www.shiani-ali.com
SABIL-E-SAKINA ISLAMIC LIBRARY PAKISTAN



Presented by Ziaraat.Com

## الرَّابِعُ عَشَرَ۔ مُنَاجَاتُ لِلْمُعْتَصِمِينَ

### (چودھویں مناجات۔ پناہ(۱) میں آنے والوں کی دعا)

اللّٰهُمَّ يَا مَلَاذَ اللَّائِذِينَ، وَيَا مَعَاذَ الْعَائِذِينَ، وَيَا مُنْجِيَ الْهَالِكِينَ، وَيَا عَاصِمَ الْبَائِسِينَ، وَيَا رَاحِمَ الْمَسَاكِينِ، وَيَا مُجِيبَ الْمُضْطَرِّينَ، وَيَا كَنْزَ الْمُفْتَقِرِينَ، وَيَا جَابِرَ الْمُنْكَسِرِينَ، وَيَا مَأْوَى الْمُنْقَطِعِينَ، وَيَا نَاصِرَ الْمُسْتَضْعَفِينَ، وَيَا مُجِيرَ الْخَائِفِينَ، وَيَا مُغِيثَ الْمَكْرُوبِينَ وَيَا حِصْنَ اللَّاجِينَ، إِنْ لَمْ أَعُذْ بِعِزَّتِكَ فَبِمَنْ أَعُوذُ؟ وَإِنْ لَمْ أَلُذْ بِقُدْرَتِكَ فَبِمَنْ

اے معبود! اے حفاظت چاہنے والوں کی حفاظت گاہ۔ اور اے پناہ ڈھونڈنے والوں کے پناہ دینے والے! اور اے ہلاک(۲) ہونے والوں کو نجات(۳) دینے والے اور اے عاجزو(۴) مجبور محتاجوں کے محافظ اور اے مسکینوں پر رحم کرنے والے! اور اے مجبوروں کی سننے(۵) والے! اور اے محتاجوں کے خزانے! اور اے شکستہ حالوں کی اصلاح کرنے والے! اے بے سہارا(۶) (انسانوں) کے ملجا و ماوٰی(۷)! اور اے کمزوروں کے مددگار! اور اے ڈرنے والوں کو پناہ میں لینے والے، اے غم زدوں کے فریاد رس اور اے پناہ طلب کرنے والوں کے قلعہ! اگر میں تیری قوت(۸) اور طاقت کی پناہ نہ ڈھونڈوں تو کس کی پناہ میں جاؤں اور اگر میں

---

(۱) خدائے تعالیٰ کی پناہ میں آنے والے اور اس کی پناہ میں جانے کے خواہشمند مراد ہیں۔
(۲) گناہوں میں مبتلا رہ کر مقصدِ حیات فوت کرنے والے لوگ جو زندہ رہنے کے باوجود مردہ سے بدتر ہیں۔
(۳) یعنی ان لوگوں کی توبہ بھی قبول کرنے والے جنھوں نے اپنی زندگی نافرمانیوں میں گزاری اور جو بہت بڑے گناہگار ہیں۔
(۴) مسکین عاجز اور مجبور
(۵) مجیب جواب دینے والا۔ قبول کرنے والا۔ مراد سننے والا۔
(۶) المنقطعین، وہ لوگ جن کے تمام سہارے منقطع ہو چکے ہوں اور خدائے تعالیٰ کے علاوہ ان کا کوئی یار و مددگار نہ ہو۔
(۷) جائے پناہ و وارث و والی۔
(۸) عزتک، میں عزت کے معنی غلبہ اور قوت و طاقت کے ہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

أَلُوذُ، وَقَدْ أَلْجَأَتْنِي الذُّنُوبُ إِلَى
التَّشَبُّثِ بِأَذْيَالِ عَفْوِكَ
وَأَحْوَجَتْنِي الْخَطَايَا إِلَى
اسْتِفْتَاحِ أَبْوَابِ صَفْحِكَ
وَدَعَتْنِي الْإِسَاءَةُ إِلَى الْإِنَاخَةِ
بِفِنَاءِ عِزِّكَ، وَحَمَلَتْنِي الْمَخَافَةُ
مِنْ نِقْمَتِكَ عَلَى التَّمَسُّكِ بِعُرْوَةِ
عَطْفِكَ، وَمَا حَقُّ مَنِ اعْتَصَمَ
بِحَبْلِكَ أَنْ يُخْذَلَ، وَلَا يَلِيقُ بِمَنِ
اسْتَجَارَ بِعِزِّكَ أَنْ يُسْلَمَ أَوْ
يُهْمَلَ. إِلٰهِي فَلَا تُخْلِنَا مِنْ
حِمَايَتِكَ، وَلَا تُعْرِنَا مِنْ رِعَايَتِكَ،
وَذُدْنَا عَنْ مَوَارِدِ الْهَلَكَةِ، فَإِنَّا

تیری قدرت سے پناہ نہ چاہوں(۱) تو کس سے
پناہ طلب کروں جبکہ یقیناً مجبور(۲) کر دیا ہے مجھ
کو گناہوں نے تیرے عفو کے دامنوں سے
وابستگی کی جانب اور محتاج بنا دیا ہے مجھ کو خطاؤں
نے تیری درگزر کے دروازے کھلوانے(۳) کے
طرف اور دعوت دی ہے مجھ کو (میری) بدعملی نے
تیری باعزت درگاہ میں ٹھہرنے(۴) کی اور
تیری سزا کے خوف نے مجھ کو تیری مہربانی کے
حلقہ سے وابستہ رہنے پر آمادہ کیا ہے اور نہیں
مستحق ہے وہ شخص جو تیری رسی کو تھامے اس
بات کا کہ اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا جائے اور
نہیں سزاوار ہے وہ شخص جو تیری عزت کی پناہ
میں آئے اس امر کا کہ اسے خوار کیا جائے یا چھوڑ
دیا جائے۔ اے میرے معبود! پس تو ہمیں اپنی
حمایت سے اور ہم کو اپنی نگہبانی سے محروم نہ کر اور
ہمیں ہلاکت(۵) کے گھاٹوں سے ہٹائے رکھ۔
پس ہم تیری نگہبانی اور تیری پناہ میں ہیں۔ اور
تیرے(۶) لیے ہیں۔ سوال کرتا ہوں میں

---

(۱) یعنی یہ جانتے ہوئے کہ تیری قدرت کے سوا کوئی پناہ نہیں ملے گی۔
(۲) الجاتی: مجھ کو مجبور و مضطر کر دیا ہے۔ (المنجد)
(۳) یعنی یہ دروازے استغفار اور دعا کے ذریعہ کھلتے ہیں۔
(۴) [illegible]
(۵) گناہان کبیرہ جو کہ انسان کو اس کا مقصد حیات (یعنی معرفت و عبادت) فوت ہو جانے کے باعث زندگی ہی میں مردہ بنا دیتے ہیں۔
(۶) یعنی ہماری بازگشت تیری ہی طرف ہوگی۔

بِعَيْنِكَ وَفِيْ كَنَفِكَ، وَلَكَ أَسْأَلُكَ بِأَهْلِ خَاصَّتِكَ مِنْ مَلَائِكَتِكَ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ بَرِيَّتِكَ، أَنْ تَجْعَلَ عَلَيْنَا واقِيَةً تُنْجِيْنَا مِنَ الْهَلَكَاتِ، وَتُجَنِّبُنَا مِنَ الْآفَاتِ، وَتُكِنُّنَا مِنْ دَوَاهِي الْمُصِيْبَاتِ، وَأَنْ تُنْزِلَ عَلَيْنَا مِنْ سَكِيْنَتِكَ، وَأَنْ تُغَشِّيَ وُجُوهَنَا بِأَنْوَارِ مَحَبَّتِكَ، وَأَنْ تُؤْوِيَنَا إِلىٰ شَدِيْدِ رُكْنِكَ، وَأَنْ تَحْوِيَنَا فِيْ أَكْنَافِ عِصْمَتِكَ بِرَأْفَتِكَ وَرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

تجھ سے تیرے مخصوص ملائکہ اور تیری صالح مخلوق کا واسطہ دے کر، یہ کہ تو ہم پر ایک ایسی نگرانی کرنے(۱) والی (ہدایت) معین کر دے جو ہمیں ہلاکتوں سے نجات دلائے(۲)، آفتوں سے بچائے اور سخت مصیبتوں(۳) سے (ہمیں) مخفی رکھے اور یہ (سوال کرتا ہوں) کہ تو ہم پر اپنا سکون(۴) نازل فرما اور یہ کہ تو ہمارے چہروں کو اپنی محبت کے جلووں سے ڈھانپ لے اور یہ کہ تو ہمیں اپنی سخت قوت اور غلبہ میں پناہ دے اور یہ کہ تو ہم کو اپنی حفاظت کے سایہ میں اُتار۔ واسطہ تجھ کو اپنی مہربانی اور رحمت کا! اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

---

(۱) واقیہ کے لغوی معنی ہیں بچانے والی بطور مجاز مرسل ہدایت مراد ہے جس میں وہ سب صفات پائی جاتی ہیں جو دعا میں مذکور ہیں۔

(۲) گناہان کبیرہ کے چنگل میں نہ پھنسنے دے۔

(۳) آفات اور سخت مصیبتوں سے بھی گناہ مراد ہیں جو درحقیقت انسان کے لیے بڑی آفت اور عظیم مصیبت ہیں۔

(۴) یعنی اپنی رحمت سے یا اپنی جانب سے سکون عطا کر۔



Presented by Ziaraat.Com

## اَلْخَامِسُ عَشَرَ. مُنَاجَاتُ لِلزَّاهِدِيْنَ
## (پندرھویں مناجات زاہدوں کی دعا)

إِلٰهِي أَسْكَنْتَنَا دَارًا حَفَرَتْ لَنَا حُفَرَ مَكْرِهَا وَعَلَّقَتْنَا بِأَيْدِي الْمَنَايَا فِي حَبَائِلِ غَدْرِهَا، فَإِلَيْكَ نَلْتَجِئُ مِنْ مَكَائِدِ خُدَعِهَا، وَبِكَ نَعْتَصِمُ مِنَ الْاِغْتِرَارِ بِزَخَارِفِ زِينَتِهَا، فَإِنَّهَا الْمُهْلِكَةُ طُلَّابَهَا، الْمُتْلِفَةُ حُلَّالَهَا، الْمَحْشُوَّةُ بِالْآفَاتِ، الْمَشْحُونَةُ بِالنَّكَبَاتِ. إِلٰهِي، فَزَهِّدْنَا فِيهَا، وَسَلِّمْنَا مِنْهَا

اے میرے معبود! تو نے ہمیں(۱) ایسے گھر میں ساکن کیا ہے جس میں(۲) تو نے اس کی مکاریوں کے گڑھے کھود دیے ہیں اور لٹکا دیا ہے تو نے ہم کو جس کی بے وفائی کی رسیوں میں قضا و قدر(۳) کے ہاتھوں سے پس ہم تیری ہی جانب اس کے فریبوں کے پھندوں سے پناہ لیتے ہیں اور تیری ہی حفاظت میں آنا چاہتے ہیں اس کی آراستگی کی دل کشیوں کے دھوکے میں پڑ جانے سے کیونکہ وہ (آراستگی) اپنے طالبین کو ہلاک(۴) کرنے والی ہے اور اپنے مہمانوں(۵) کو تلف کرنے والی ہے یہ آفتوں سے بھری ہوئی ہے اور نحوستوں سے پُر ہے۔ اے میرے معبود! پس ہمیں اس میں زہد(۶) و تقویٰ عنایت کر اور اپنی توفیق

(۱) یعنی دنیا میں جو کہ دار الغرور ہے۔

(۲) بندوں کے امتحان کے لیے۔

(۳) ان الفاظ سے ظاہراً یہ دکھائی دیتا ہے کہ انسان محض فاعل مجبور ہے مگر درحقیقت جملے کا مفہوم یہ نہیں ہے۔ مراد کل یہ ہے کہ قضائے الٰہی نے انسان کو دنیا کی مکاریوں اور بے وفائی کی رسیوں میں معلق کر دیا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ اس میں ان رسیوں کو توڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ دوسری لفظوں میں انسان نفسانی خواہشوں اور دنیا کی لذتوں کے جال میں گرا ہونے کے باوجود اس بات پر پوری قدرت رکھتا ہے کہ جس کو چاہے اختیار کرے جس سے چاہے اجتناب کرے۔

(۴) گناہوں اور نافرمانیوں میں مبتلا کر دیتی ہے جو کہ موت اور ہلاکت کے مترادف ہے۔

(۵) حلال یا اترنے والے یعنی مہمان۔

(۶) یعنی ایسی توفیق دے کہ ہم اس سے بچے رہیں۔



Presented by Ziaraat.Com

بِتَوْفِيْقِكَ وَعِصْمَتِكَ، وَانْزَعْ عَنَّا جَلَابِيْبَ مُخَالَفَتِكَ، وَتَوَلَّ أُمُوْرَنَا بِحُسْنِ كِفَايَتِكَ، وَأَوْفِرْ مَزِيْدَنَا مِنْ سَعَةِ رَحْمَتِكَ، وَأَجْمِلْ صِلَاتِنَا مِنْ فَيْضِ مَوَاهِبِكَ، وَاغْرِسْ فِيْ أَفْئِدَتِنَا أَشْجَارَ مَحَبَّتِكَ، وَأَتْمِمْ لَنَا أَنْوَارَ مَعْرِفَتِكَ، وَأَذِقْنَا حَلَاوَةَ عَفْوِكَ، وَلَذَّةَ مَغْفِرَتِكَ، وَأَقْرِرْ أَعْيُنَنَا يَوْمَ لِقَائِكَ بِرُؤْيَتِكَ، وَأَخْرِجْ حُبَّ الدُّنْيَا مِنْ قُلُوْبِنَا كَمَا فَعَلْتَ بِالصَّالِحِيْنَ مِنْ صَفْوَتِكَ، وَالْأَبْرَارِ مِنْ خَاصَّتِكَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَيَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِيْنَ.

اور نگہبانی سے اس (زینت دنیا) سے محفوظ رکھ اور ہم سے اپنی نافرمانی کی چادریں اُتار دے اور ہمارے امور میں اپنی جانب سے بہترین طور پر غنی(۱) کر، سرپرستی فرما اور ہمارے لیے مزید(۲) اضافہ کر اپنی وسیع رحمت سے اور اپنی عطاؤں کے فیض سے ہم کو ثواب جمیل عطا کر۔ اور ہمارے دلوں میں اپنی محبت کے درخت بو دے اور ہمارے لیے اپنی معرفت(۳) کے جلوے تمام کر دے اور ہمیں اپنی معافی کی مٹھاس اور اپنی بخشش کا مزہ چکھا دے اور اپنی ملاقات(۴) کے دن ہماری آنکھوں کو اپنی تجلیات(۵) سے ٹھنڈا کر اور ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت نکال دے جیسا کہ تو نے اپنے چنے ہوئے صالح بندوں اور اپنے مخصوص نیکوکاروں کے ساتھ کیا ہے۔ تجھے اپنی رحمت کا واسطہ اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے اور اے سب کرم کرنے والوں سے زیادہ کرم کرنے والے۔

(۱) کفایت یعنی ہماری احتیاج کو دفع کرنا۔

(۲) یعنی ہمارے امور میں محض دفع احتیاج پر اکتفا نہ کر بلکہ اپنی رحمت سے مزید اضافہ کر

(۳) یعنی ہمیں اپنی معرفت حاصل ہو جائے جتنی کہ ایک انسان کو ہو سکتی ہے اور جس کے اوپر معرفت کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔

(۴) یعنی حساب و کتاب کے دن جبکہ تمام انسان دربار ایزدی میں حاضر ہوں گے۔

(۵) رویت سے تجلیات الٰہی کا نظر آنا مراد ہے۔